معیار: علمی و تحقیقی مجلّہ، شعبۂ اُردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد:۲، شمارہ:۲ جولائی- دسمبر۲۰۱۰ء

مکاتیبِ گیان چند بنام رفیع الدین ہاشمی

ترتیب و تحشیہ: ارشد محمود ناشاد*

[ا]

ڈاکٹر گیان چند جین محقق، نقّاد، ماہرِ لسانیات، شاعر، ادیب اور ادبیاتِ اُردو کے استاد تھے۔ ان کی تدریسی اور تصنیفی و تالیفی زندگی پچاس سال کے طویل عرصے پر پھیلی ہوئی ہے۔ گیان چند جین ۱۹/ستمبر ۱۹۲۳ء کو سیوہارہ ضلع بجنور [یو پی] میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام لالہ بحال سنگھ تھا۔ ڈاکٹر جین نے ۱۹۳۷ء میں ندرت ہائی سکول سیوہارہ سے مڈل، ۱۹۳۹ء میں مشن پار کر ہائی سکول مراد آباد سے میٹرک، ۱۹۴۱ء میں گورنمنٹ انٹر کالج مراد آباد سے ایف اے اور ۱۹۴۳ء میں الہ آباد یونی ورسٹی سے بی اے کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۴۵ء میں الہ آباد یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور ۱۹۵۴ء میں آگرہ یونی ورسٹی سے ایم اے سوشیالوجی کا امتحان پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں ''اُردو کی نثری داستانیں'' کے موضوع پر مقالہ لکھ کر الہ آباد یونی ورسٹی سے ڈی فل کی ڈگری حاصل کی۔ ڈی فل میں ان کے نگرانِ مقالہ پروفیسر سیّد ضامن علی تھے۔ ۱۹۶۰ء میں آگرہ یونی ورسٹی سے ''اُردو مثنوی شمالی ہند میں'' کے موضوع پر گراں قدر مقالہ لکھ کر ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر جین نے تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۵۰ء میں حمیدیہ کالج بھوپال سے بہ طور لیکچرر کیا۔ وہ پندرہ برس اس ادارے سے وابستہ رہے اور پروفیسر و صدرِ شعبہ کے منصب تک پہنچے۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں جموں یونی ورسٹی چلے گئے وہاں دس سال تک شعبۂ اُردو میں خدمات انجام دیں۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں الہ آباد یونی ورسٹی اور بعد ازاں مارچ ۱۹۷۹ء میں سینٹرل یونی ورسٹی، حیدر آباد میں اُردو کی تدریس کا فریضہ ادا کیا۔ فروری ۱۹۸۷ء میں مدتِ ملازمت پوری ہوئی مگر یونی ورسٹی نے ان کی ملازمت میں چودہ ماہ کی توسیع کی۔ اس طرح وہ اپریل ۱۹۸۹ء تک یونی ورسٹی سے وابستہ رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد انھوں نے لکھنؤ میں اپنا گھر بنوایا اور بقیہ زندگی وہیں بسر کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ ۱۹۹۰ء میں لکھنؤ چلے گئے مگر چھے سات سال وہاں رہنے کے بعد اولاد کی خواہش پر ۲۲/دسمبر ۱۹۹۷ء کو وہ مستقلاً امریکا چلے گئے۔ ۲۱/اگست ۲۰۰۷ء کو وہیں ایک اولڈ ہوم میں انتقال کیا۔

ڈاکٹر گیان چند عمر بھر درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف میں منہمک رہے۔ انھوں نے بعض موضوعات پر پہلی بار دادِ تحقیق دی اور اپنے معیاری اور اعلا کام کے باعث اُردو دُنیا میں سزاوارِ تحسین ٹھہرے۔ انھیں ہندوستان بھر کے مختلف علمی اداروں نے علمی اور تصنیفی خدمات کے باعث مختلف اعزازات سے نوازا۔ اعزازات کی تفصیل یہ ہے:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد۔

☆۱۹۷۴ء میں تفسیرِ غالب پر غالب انسٹی ٹیوٹ آف نئی دہلی کا پہلا غالب انعام۔

☆یو پی اُردو اکادمی سے اُردو مثنوی شمالی ہند میں، تفسیرِ غالب، لسانی مطالعے اور حقائق پر اعلا انعامات۔

☆تجزیے پر جموں کشمیر اکادمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز انعام۔

☆آل انڈیا میر اکادمی لکھنؤ کا امتیازِ میر ایوارڈ، ۱۹۷۷ء۔

☆آل انڈیا میر اکادمی لکھنؤ کا سب سے بڑا ایوارڈ ''اعزازِ میر''، ۱۹۸۵ء۔

☆۱۹۸۲ء میں مرکزی ساہتیہ اکادمی کا ذکر و فکر پر انعام۔

ڈاکٹر جین مختلف علمی و ادبی اداروں کے رکن اور سرپرست رہے۔ انھوں نے پی ایچ ڈی اور ایم فل کے کئی سکالرز کی نگرانی اور رہ نمائی کا فرض خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ ہندوستانی جامعات کے علاوہ وہ پاکستانی جامعات کے اعلا درجوں کے بھی ممتحن رہے۔ ڈاکٹر گیان چند کے سرمایۂ علمی کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ اُردو کی نثری داستانیں ؛انجمن ترقیِ اُردو پاکستان، کراچی، طبعِ اول، ۱۹۵۴ء۔

☆ تحریریں [مجموعۂ مضامین]، فروغِ اُردو لکھنؤ، ۱۹۶۴ء۔

☆اُردو مثنوی شمالی ہند میں [مقالہ ڈی لٹ]، انجمن ترقیِ اُردو ہند علی گڑھ، ۱۹۶۹ء۔

☆ تفسیرِ غالب [غالب کے منسوخ کلام کی شرح]، جموں کشمیر اکادمی آف آرٹ، سری نگر، ۱۹۷۱ء۔

☆تجزیے [مجموعۂ مضامین]، مکتبۂ جامعہ، نئی دہلی، ۱۹۷۳ء۔

☆ لسانی مطالعے [مضامین کا مجموعہ]، نیشنل بک ٹرسٹ، نئی دہلی، ۱۹۷۳ء۔

☆ رموزِ غالب، مکتبۂ جامعہ، نئی دہلی، ۱۹۷۶ء

☆ حقائق [تحقیقی مضامین کا مجموعہ]، ناشر خود، الہ آباد، ۱۹۷۸ء۔

☆ ذکر و فکر [ادبی مضامین کا مجموعہ]، ناشر خود، الہ آباد، ۱۹۸۱ء۔

☆عام لسانیات [لسانیات]، ترقیِ اُردو بیورو، دہلی، ۱۹۸۵ء۔

☆ ابتدائی کلامِ اقبال بہ ترتیبِ مہ و سال- ۱۹۰۸ء تک، اُردو ریسرچ سنٹر، حیدر آباد دکن، ۱۹۸۸ء۔

☆کھوج [تحقیقی مضامین]، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۹۰ء۔

☆ تحقیق کا فن، یو پی اُردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۹۰ء۔

☆ پرکھ اور پہچان [تحقیقی و تنقیدی مضامین]، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۹۰ء۔

☆ مقدمے اور تبصرے، انجمن ترقیِ اُردو ہند، دہلی، ۱۹۹۰ء۔

☆ ادبی اصناف، گجرات اُردو اکادمی، احمد آباد، ۱۹۹۰ء۔

☆ اُردو کا اپنا عروض، انجمن ترقیِ اُردو ہند، دہلی، ۱۹۹۰ء۔

☆ اُردو ادب کی تاریخ، ۱۷۰۰ تک؛ بہ اشتراک ڈاکٹر سیّدہ جعفر؛ ترقیِ اُردو بیورو، دہلی، ۱۹۹۰ء۔

☆ کچے بول[شاعری]، ۱۹۹۱ء

☆قاضی عبدالودود بحیثیت مرتب متن، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۰ء

☆ ایک بھاشا، دو لکھاوٹ، دو ادب، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۵ء۔

زندگی کے آخری دنوں میں وہ اُردو تحقیق کی تاریخ لکھنے کے خواہش مند تھے، معلوم نہیں کہ اُن کا یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا یا نہیں؟ رسائل و جرائد میں ان کے بیسیوں مضامین ہنوز غیر مرتب ہیں۔ ڈاکٹر گیان چند کے علمی، ادبی اور تحقیقی کام کی جہاں ستائش ہوئی وہاں ان کی بعض کتابیں اپنے مندرجات کے باعث ہدفِ تنقید بھی ٹھہریں۔ خاص طور پر ابتدائی کلامِ اقبال بہ ترتیبِ مہ وسال، اُردو کا اپنا عروض، اُردو ادب کی تاریخ (بہ اشتراک)، قاضی عبدالودود بحیثیت مرتبِ متن اور ایک بھاشا، دو لکھاوٹ، دو ادب۔ آخرالذکر کتاب کے مندرجات پر ہندوستان، پاکستان بلکہ پوری اُردو دُنیا میں احتجاج کیا گیا اور اس کے رد میں مضامین، تبصرے، کتابچے اور کتابیں لکھی گئیں۔

[۲]

ہندوستان، پاکستان اور اُردو دُنیا کے ممتاز اور معتبر اہلِ قلم کے ساتھ ڈاکٹر گیان چند کے گہرے علمی اور دوستانہ روابط رہے۔ ملاقاتوں اور ٹیلی فونک گفتگوؤں کے علاوہ ان کے ساتھ ان کا سلسلۂ مراسلت بھی قائم رہا۔ ڈاکٹر گیان چند کے مکاتیب کی جمع آوری کا کام ابھی بڑے پیمانے پر نہیں ہوا۔ ان کی فکر، نظریات اور ان کے احوال و آثار کی مکمل اور صحیح تفہیم کے لیے ان کے خط بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون کے ذریعے معروف اقبال شناس ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام ان کے تیس خطوط حواشی و تعلیقات کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔

زیرِ نظر مکاتیب کا دورانیہ ۵/مئی ۱۹۸۶ء سے ۱۲/اپریل ۲۰۰۱ء کو محیط ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپریل ۱۹۸۶ء میں اقبال اکیڈمی حیدرآباد، دکن کے پانچ روزہ عالمی اقبال سیمی نار میں شریک ہوئے تو وہاں ان کی ڈاکٹر گیان چند کے ساتھ پہلی ملاقات ہوئی۔ اس پانچ روزہ اقبال سیمی نار کی ایک نشست میں ڈاکٹر گیان چند اپنا مقالہ پڑھنے کے لیے شریک ہوئے۔ ڈاکٹر ہاشمی ان سے طویل ملاقات کے خواہش مند تھے مگر ان کی رہائش گاہ شہر سے فاصلے پر تھی اس لیے یہ ملاقات نہ ہو پائی۔ ہاشمی صاحب نے انھیں پہلی بار وہیں سے ایک خط لکھا۔ ان کا محبت آمیز جواب آنے پر یہ سلسلۂ خط کتابت جاری ہوا۔ ان خطوں میں ڈاکٹر گیان چند کی تدریسی زندگی کے آخری برسوں کی جھلکیاں موجود ہیں اور ان کے روز و شب کا احوال بھی۔ وہ پاکستان کے مقتدر جرائد و رسائل میں اپنے مضامین و مقالات اور پاکستان کے مختلف علمی اداروں سے اپنی بعض کتابوں کی اشاعت کے لیے متفکر تھے۔ زیرِ نظر مکاتیب میں اس بے قراری کا رنگ پوری طرح موجود ہے۔ وہ ڈاکٹر جمیل جالبی، مشفق خواجہ، خواجہ حمیدالدین شاہد اور ڈاکٹر ہاشمی کے ذریعے مختلف کتب اور مضامین کی اشاعت میں کامیاب رہے۔ ان مکاتیب میں انھوں نے اپنے بعض علمی منصوبوں کا ذکر بھی کیا۔ وہ اُردو تحقیق کی تاریخ مرتب کرنا چاہتے تھے اور اس کا پورا خاکہ بھی انھوں نے بنا لیا تھا۔ پاکستان کے محققین کے حوالے سے وہ معلومات و مآخذ کی جمع آوری کے لیے پاکستان کا طویل دورہ کرنے کے آرزومند تھے۔ انتظامی دشواریوں، بیماریوں

اور امریکا میں مستقلاً سکونت اختیار کر لینے کے باعث ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ وہ اپنے منتخب مضامین کو پانچ جلدوں میں شائع کرنے کے آرزومند تھے، افسوس کہ ان کی یہ آرزو بھی پوری نہ ہو سکی۔

زیرِ نظر مکاتیب میں انھوں نے ڈاکٹر ہاشمی کے ایک سوال کے جواب میں اپنے مذہب اور عقیدے کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ اگرچہ وہ علمی معاملات میں مذہب یا عقیدے کے ذکر کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر ہاشمی کو لکھا:

''آپ کہاں سے میرے عقائد کے پھیر میں پڑ گئے۔ میں جین مذہب کا فرد ہوں۔ قاعدہ ہے کہ انسان جس مذہبی گروہ میں پیدا ہوتا ہے، اسی پر عقیدہ رکھتا ہے۔ خاندان اور ماحول کی وجہ سے اس پر اتنا Suggestion اور Brain washing ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کو عقل کی رو سے مکمل ترین سمجھنے لگتا ہے۔ کسی کو اپنے مذہب میں خامی نہیں دکھائی دیتی جب کہ دوسرے مذاہب کی خام خیالیاں بلکہ لغویت خوب دکھائی دیتی ہیں۔ نفسیاتی شعبدہ بازی کا یہی اثر ہے۔ آپ اسلام کو بہترین مذہب سمجھتے ہیں، میں جین دھرم کو۔ میں اپنے مذہب میں عقیدہ رکھتا ہوں لیکن تعقل پرستی کی وجہ سے محض ۵۰ فی صد۔ بقیہ بہت سی روایات کو ایجادِ بندہ اور اساطیر کو بے اصل جانتا ہوں۔ بہرحال میں غیبی طاقتوں کو مانتا ہوں۔ یہ یقینی ہے کہ اس دنیا کے علاوہ اور بھی کوئی دنیا ہے۔ حیات قبلِ ولادت اور حیات بعدِ ممات کا قائل ہوں۔ یہ مانتا ہوں کہ انسان کا ازدواجی رشتہ اور انسان کی موت پہلے سے طے شدہ ہے، جس میں ہماری کوشش کوئی دخل نہیں دے سکتی۔ لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کا علم نہیں۔ تناسخِ ارواح یعنی آواگون یعنی انسان کے بار بار جنم لینے کا معتقد ہوں۔ پھر بھی یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ جین دھرم ایک خدا کو نہیں مانتا۔ میں بھی اسی عقیدے پر قائم ہوں یعنی موحّد نہیں ہوں۔ مشکّک ہوں۔'' (خط نمبر ۷)

وہ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد مذہب کے مطالعے میں وقت گزارنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ گیتا، بائبل اور قرآنِ حکیم کے مطالعے کی بھی آرزو تھی۔ وہ ایک خط میں اپنے اس ارادے کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''رفیع الدین فاروقی حیدرآباد والے نے قرآنِ کریم کا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا اردو ترجمہ مرحمت فرمایا۔ میں اس سے بہت خوش ہوں۔ کیا حسنِ اتفاق ہے کہ اسی ڈاک سے ایک صاحب کا گیتا کا اردو ترجمہ موصول ہوا۔ اب میں تلاش میں ہوں کہ کہیں سے بائبل کا انگریزی ترجمہ بھی خرید لوں۔ میں قرآنِ پاک کو شروع سے آخر تک لفظ بہ لفظ پڑھوں گا لیکن آہستہ آہستہ، جستہ جستہ، بہ شرطِ فرصت، رٹائر [ریٹائر] ہونے کے بعد مذہبیات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ میری اصلاح ہو سکے۔ قرآن سے استفاضے کے لیے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ دوسرے بھی بہ شرطِ استطاعت بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی معاملہ صحیفوں کا ہے۔'' (خط نمبر: ۱۲)

۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر گیان چند پاکستان کے علمی دورے پر تشریف لائے۔ لاہور میں ان کے اعزاز میں دو تقریبات منعقد ہوئیں۔ یہاں کے ممتاز و معروف اہلِ قلم نے ان کے اعزاز میں منعقدہ تقریبات میں بھرپور شرکت کی۔ ڈاکٹر گیان چند پاکستان کے اس مختصر دورے سے بہت لذت یاب ہوئے اور واپسی پر ڈاکٹر ہاشمی کو لکھا:

''مجھے پاکستان اور اہلِ پاکستان بہت پسند آئے۔اردو والوں کے حسنِ سلوک نے میرا جی موہ لیا۔لاہور کے اساتذہ،طلبہ اور درس گاہیں کبھی میرے جذبات سے محو ہونے والی نہیں۔آپ حضرات سے ملاقات محض ایک دو لمحے کے لیے ہوئی۔سمندر سے پیاسے کو شبنم ملے تو تشفی تھوڑے ہوتی ہے۔جی چاہتا ہے کہ بہ شرطِ حیات ایک بار پھر آپ کے پاس آؤں۔آپ نے تاریخی ادارے اورینٹل کالج میں مجھ کم سواد کے لیے جیسا شاندار اجتماع کیا،اس کے لیے کالج اور شعبے کا تہہِ دل سے مشکور ہوں۔'' (خط نمبر ۲۶)

زیرِ نظر خط ایک ثقہ عالم اور محقق کے خط ہیں اس لیے بے تکلفی اور شوخی کے ذائقے سے محروم ہیں۔ان خطوں پر شروع سے آخر تک ایک خاص نوع کی سنجیدگی اور علمیت سایہ فگن ہے۔کہیں کہیں بادِ بہاری کی صورت ایک آدھ جملہ ایسا آجاتا ہے جو متانتِ متن کو ایک نئے رنگ سے سرشار کر جاتا ہے۔اس ثقاہت اور علمیت کے باوجود اسلوبِ بیان دل کش اور جاذب ہے۔ڈاکٹر صاحب عام کاغذوں پر خط لکھتے تھے۔ایک دو خط پیڈ پر لکھے گئے ہیں ورنہ باقی خطوں کے لیے عام کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔آغازِ خط میں وہ اپنا پورا پتا اُردو یا انگریزی میں لکھ دیتے ہیں۔ سوادِ خط پختہ مگر شکستہ ہے۔اعراب اور رموزِ اوقاف کا استعمال کم کم ہے۔تاریخِ مکاتیب بالعموم شروع میں اور اُردو ہندسوں میں لکھتے ہیں،ایک آدھ جگہ انگریزی ہندسے استعمال کیے گئے ہیں۔القاب وآداب میں عام طور پر ''محبی! تسلیم۔'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور آخر میں ''مخلص گیان چند'' کے۔بعض الفاظ کا املا روشِ عام سے ہٹا ہوا ہے جیسے: گزشتہ بہ جائے گذشتہ،سیمنار بہ جائے سیمی نار۔بعض لفظوں کو جوڑ کر لکھتے ہیں۔راقم نے ایسے مقامات پر قوسینِ کبیر میں درست املا دے دیا ہے۔راقم نے ڈاکٹر گیان چند کے زیرِ نظر مکاتیب کو تاریخ وار ترتیب دے کر آخر میں ان کی بہتر تفہیم وتوضیح کے لیے مختصر حواشی وتعلیقات تحریر کیے ہیں:

[۱]

Gian Chand Jain　　　　University Of Hyderabad
M.A.,D.Phil.D.Litt.　　　　Hyderabad-500001
M.A.C Sociallogy
Professor Of Urdu

گھر کا پتا: A 15،سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی] پوسٹ آفس حیدرآباد،500134(انڈیا)

۵رمئی ۱۹۸۶ء

محبی! تسلیم۔

آپ کا ۲۵راپریل مقامی [۱] کرم نامہ مجھے ۲۸راپریل کو ملا۔شکریہ

ہاں صاحب،آپ سے نہ ملنے کا مجھے بھی قلق ہے۔میرے پاؤں کی ہڈی کو بھی سیمنار [سیمی نار] کے دنوں میں چٹخنا تھا۔ گزشتہ [گذشتہ] سال بین الاقوامی جشنِ مزاح کے موقع پر میں آنکھوں میں موتیا بند کے آپریشن کی وجہ سے معذور تھا،اس سال پاؤں کی وجہ سے نارسائی اور محرومی میرا مقدر رہی۔میں شہر سے دور رہتا ہوں۔۲۱راپریل سے پہلے سیمنار [سیمی نار] میں نہ آسکنے پر میں نے دو شعر کہے:

فنا کی سمت چلا جا رہا ہوں تیزی سے		گِلہ ہو کیوں مجھے اپنی شکستہ پائی کا
حیدر آباد میں ، حیدر آباد سے		دور رہتے ہیں ہم، ہے یہ کیسا ستم

یہاں شہر والوں کو بھی پہنچنا مشکل ہے۔ آپ کے لیے تو اور بھی زیادہ مشکل تھا۔[۲] میرے شعبے کے رحمت علی خاں نے چوک کی۔ آپ کو بس میں بٹھا دیتے تو آپ یہاں آ جاتے۔ تارا چرن رستوگی[۳] بھی میرے پاس آنے کے لیے تڑپا کیے۔ نہ آ سکے، چلے گئے۔ اُن کا بھی دکھ بھرا خط ملا۔ تمام مندوبین میں میں صرف آپ سے ملنے کا مشتاق تھا کیونکہ آپ محققینِ اقبال میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ سے کچھ باتیں دریافت کرنی تھیں۔ میرے پاس اقبال پر چھوٹے بڑے کئی مضمون رکھے ہیں۔ آپ کو دے دیتا کہ پاکستان کے رسالوں میں شائع کرا دیتے۔ ''کلامِ اقبال کے دو مخطوطے'' اقبالیات[۴] میں شائع ہو گا۔ بقیہ مضامین کے لیے، میں چاہتا تھا کہ اقبال سے مخصوص پرچوں میں بھیجوں یا کم از کم تحقیقی پرچوں میں۔ مجھے علم نہیں کہ وہاں کے کون سے پرچے مناسب ہیں۔ پاکستان کی ڈاک اتنی مہنگی ہے کہ فرداً فرداً پرچوں کو کچھ بھیجنا مشکل ہے۔

اب آپ کم از کم ایک سوال کا جواب مجھے لکھ دیں۔

آپ نے رسالہ نقوش[۵] اقبال نمبر ا، شمارہ ۱۲۱ بابت ستمبر ۱۹۷۷ء، ص ۱۰ پر ۱۸۹۲ء کے تحت لکھا ہے۔

'' ہماری زبان دہلی کے شمارہ نومبر میں ایک غزل شائع ہوئی جو اقبال کی قدیم ترین مطبوعہ دستیاب غزل ہے۔''[۶]

میں اقبال کی نومبر ۱۸۹۲ء کی کسی غزل سے واقف نہیں۔ براہِ کرم اس غزل کی نقل اور اس کا ماخذ (یعنی یہ کہاں سے لی ہے) مجھے لکھ بھیجیے۔

مجھے ہماری زبان دہلی میں شائع شدہ ذیل کی تین غزلوں ہی کا علم ہے:

ستمبر ۱۸۹۳ء	آپ تیغِ یار تھوڑا سا نہ لے کر رکھ دیا
نومبر ۱۸۹۳ء	کیا مزہ بلبل کو آیا شیوۂ بے دود کا
فروری ۱۸۹۴ء	جان دے کر تمھیں جینے کی دعا دیتے ہیں

براہِ کرم جواب دینے کی زحمت ضرور کیجیے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ آپ سے کبھی نہ کبھی پھر ملنا ضرور ہو گا۔[۷] میں فروری ۱۹۸۷ء میں رٹائر [ریٹائر] ہو رہا ہوں۔ ہندوستان کی یونیورسٹیوں [یونی ورسٹیوں] کے شعبہ جاتِ اردو میں سب سے سینیر پروفیسر ہوں یعنی اکتوبر ۱۹۶۵ء میں یونیورسٹی [یونی ورسٹی] پروفیسر ہو گیا تھا۔ آپ کے علم اور تصانیف کا قدرداں ہوں۔ حال میں اقبال سیمنار [سیمی نار] کے سووینیر میں آپ کا تعارف دیکھ کر تعجب ہوا۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں ایم اے پاس کیا جب کہ میں ایک سال پہلے پروفیسر ہو گیا تھا۔ اس لحاظ سے آپ تو بالکل بچّے ہیں۔ جب تک آپ کو نہ دیکھا تھا میں سمجھتا تھا کہ آپ کوئی بزرگ آدمی ہوں گے۔

یہاں تک خط لکھنے کے بعد طے کیا کہ تین مضامین آپ کو بھیج دوں۔ آپ انھیں مناسب پرچوں میں بھیج دیجیے۔ آپ کو ڈاک کے مصارف اٹھانے پڑیں گے۔ پہلے میں سوچتا تھا کہ مشفق خواجہ[۸] کو بھیجوں لیکن آپ چونکہ ماہرِ اقبالیات ہیں اس لیے آپ کی مدد زیادہ کارگر رہے گی۔ مصارف کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ یہاں سے کچھ نہیں بھیج سکتا۔ آپ سے نئے نئے مراسم ہوئے ہیں۔ ان کا آغاز اس زحمت دہی سے کر رہا ہوں۔

میرا خیال ہے کہ ''اقبال کا منسوخ اردو کلام'' میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ [9] کسی رسالے کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی دِقت ہو تو سب رس کراچی [10] کو بھیج دیجیے، وہ ضرور شائع کر دیں گے۔

امید کرتا ہوں کہ آپ کا مزاج مع الخیر ہوگا۔ یہ خط کل سہ پہر یونیورسٹی[یونی ورسٹی] بھیجوں گا جہاں سے پرسوں سپردِ ڈاک ہوگا۔

آپ خط لکھیں تو یہ بھی لکھیے کہ آپ کا وطنِ مالوف کیا ہے؟ کیا لاہور ہی ہے؟ میری کتاب ابتدائی کلامِ اقبال، بہ ترتیب مہ و سال اشاعت کے لیے تیار ہے۔ چھپ کر تقریباً ۴۵۰ صفحات ہوں گے۔ جولائی ۱۹۰۸ء تک کا اردو کلام ہے جس میں منسوخ اور متداول کو ملا جلا کر لکھا ہے۔ حواشی ہیں، اختلافاتِ نسخ ہیں۔ کیا یہ کتاب پاکستان میں شائع ہو سکتی ہے؟ مشفق خواجہ نے تو لکھ دیا کہ پاکستان میں شائع نہیں ہو سکتی۔ [11] ہندوستان میں ابھی تک مجھے کوئی ناشر نہیں ملا۔ ساتھ میں منسلک تین مضامین۔

مخلص

گیان چند

[۲]

A 15, سنٹرل یونیورسٹی[یونی ورسٹی]

پوسٹ آفس، حیدر آباد۔۵۰۰۱۳۴، ہندوستان

۲۳؍جون ۱۹۸۶ء

محبّی! تسلیم۔

میں نے رجسٹری سے اپنے کئی مضامین آپ کو بھیجے تھے کہ پاکستان کے مختلف رسالوں میں شائع کرانے کا کرم کریں۔ مجھے ان کی رسید نہیں ملی۔ کیا اقبال پر میرے کام کی اشاعت کی اُدھر کوئی سبیل ہو سکتی ہے[؟]

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

مخلص

گیان چند

[۳]

A 15, سنٹرل یونیورسٹی[یونی ورسٹی]

پوسٹ آفس، حیدر آباد۔۵۰۰۱۳۴ ہندوستان

۲۱؍جولائی ۱۹۸۶ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۳؍جولائی کا لطف نامہ مجھے ۱۸؍جولائی کو ملا۔ ممنون و مشکور ہوں۔

ساتھ کا رقعہ مدیر اقبالیات کو پہنچا دینے کی زحمت کیجیے۔

آپ نے میرے مضامین بہت معیاری رسالوں کو دیے ہیں۔ آپ کی اس عنایت کے لیے شکریہ عرض کرتا ہوں۔ میں نے مدیرِ سب رس کراچی کو لکھا تھا کہ آپ سے کوئی مضمون حاصل کر لیں۔ اب انھیں نہ دیجیے۔ میرے پاس کئی غیر مطبوعہ مضامین ہیں۔ میں یہاں سے

انھیں براہِ راست بھیج دوں گا۔

ابتدائی کلامِ اقبال کو یہاں ہندوستان ہی میں ایک کرم فرمانے شائع کرنے کا وعدہ کرلیا ہے اس لیے آپ کو مزید زحمت نہ دوں گا۔ میں نے آپ کا مضمون ''بالِ جبریل کا متروک کلام'' دیکھا ہے۔[12] میرے پاس آپ کی کتاب تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ [13] نہیں ہے لیکن میں نے اس سے مفصّل استفادہ کیا ہے۔ کسی ذریعے سے میرے پاس بھجوادیں تو اس دان پر آپ کو بہت ساپُن ملے گا۔

میں نے اپنی دو کتابیں خود شائع کیں۔ حقائق[14] اور ذکر و فکر[15]۔ حقائق کا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ ذکر و فکر میرے پاس ہے۔ جب آپ یہاں اپریل ۱۹۸۶ء میں غریب خانے پر آنے کا پروگرام بنا رہے تھے، میں نے یہ کتاب آپ کے لیے نکال کر رکھی تھی۔ اب کسی طرح آپ کو بھجواؤں گا۔ پاکستان کی ڈاک بہت مہنگی ہے، کسی کے ہاتھ دستی بھیج سکا تو سہولت ہوگی۔ لوگوں سے کہہ رکھوں گا کہ کسی قاصد کی خبر دے دیں۔ آج کل میں ایک کتاب تحقیق کا فن لکھنے میں مصروف ہوں۔ میں نے انگریزی کی ۲۵ کتابیں پڑھی ہیں لیکن زیادہ تر اپنی معلومات پر تکیہ کر رہا ہوں۔ اُردو کے حساب سے لکھ رہا ہوں۔ پاکستان میں اس قسم کی کتابیں لکھی گئی ہوں گی۔ میری نظر سے کوئی نہیں گزری۔[16] ایک صاحب عبدالصمد خاں[17] ہیں جواب کلکتہ چلے گئے ہیں، ان کے پاس ہیں۔ میں نے انھیں لکھا ہے کہ بھیج دیں۔ میری دوسری کتابوں میں سے کئی Out of print ہیں۔ حیدر آباد میں کوئی نہیں ملتی۔

یکم جون ۱۹۸۶ء کے ہماری زبان دلّی میں میرا ایک مضمون ''اقبال سے متعلق کُچھ تحقیق پارے'' شائع ہوا ہے۔

یہ جان کر اطمینان ہوا کہ اقبال کی قدیم ترین غزل ستمبر ۱۸۹۳ء ہی کی ہے۔[18] اُمید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۴]

15 A, سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی]

پوسٹ آفس، حیدر آباد ۔ ۵۰۰۱۳۴ ہندوستان

۱۱/ اگست ۱۹۸۶ء شام

محبّی! تسلیم۔

آپ کا بغیر تاریخ کا کرم نامہ نیز بیش بہا مضمون ملا۔ مضمون قیمتی ہے لیکن چوں کہ اس میں ۱۹۰۸ء تک کا کوئی کلام نہیں اس لیے میں اپنی کتاب کے لیے اس سے استفادہ نہ کرسکا۔[19]

اقبال اکادمی[20] کے لیے دو خط آپ ہی کو بھیج رہا ہوں تا کہ آپ بھی پڑھ لیں اور پھر اسے وہاں پہنچانے کی بہ نفسِ نفیس زحمت کریں۔ مجھے پاکستان جانے والے حضرات کا علم نہیں ہو پاتا۔ اپنی کتاب ذکر و فکر آپ کو بھیجنی ہے، تلاش میں رہوں گا۔ آپ کا پچھلا خط مجھے مل گیا تھا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ رسالہ زبان میں ۱۸۹۲ء میں کوئی غزل شائع نہیں ہوئی تھی۔

آپ کے الطاف واکرام کے لیے تہہِ دل سے مشکور ہوں۔امید ہے آپ بخیر[بہ خیر] ہوں گے۔

مخلص

گیان چند

[۵]

شعبۂ اُردوسنٹرل یونیورسٹی[یونی ورسٹی]

حیدرآباد۔۵۰۰۱۳۴ ،ہندوستان

۷/اگست۱۹۸۷ء

محبّی! تسلیم۔

میری ایک ریسرچ اسکالرصبیحہ نسرین پاکستان جارہی ہے۔اس کے ہاتھ کتاب ذکر وفکر بھیج رہا ہوں۔یہ کتاب ایک قسم کا بھان متی کا پٹارہ ہے۔اس میں آخری تبصرے نہ ہوتے تو اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا۔

میری کتاب ابتدائی کلامِ اقبال بہ ترتیبِ مہ وسال کی آفسیٹ کتابت مکمّل ہوگئی ہے اوراس کی بار بار تصحیح کردی ہے۔اب عبدالصمد خاں کے خط کا انتظار ہے کہ وہ اسے پریس کو بھجوادیں۔

سیّارہ [۲۱] کے لیے ایک مفصّل مضمون ''ترانۂ ہندی کی کہانی'' بھیج رہا ہوں۔وہ اقبال نمبر نکالیں گے اس میں شامل کرنے کے لیے ہے۔

آپ نے کسی کے ہاتھوں میرے لیے کچھ چیزیں بھیجی ہیں۔انجینیرنگ کالج عثمانیہ یونیورسٹی کے وہ استاد ایک نکاح میں مجھے ملے تھے۔میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ یہ تحفہ،عثمانیہ[یونی ورسٹی] کے شعبۂ اردو میں پہنچادیں وہاں سے کوئی مجھ تک لے آئے گا۔ابھی تک مجھے نہیں ملا۔بہرحال اس نعمتِ غائبانہ کے لیے مشکور ہوں۔دو چار دن میں مل جائے گا۔صمد صاحب ہی معلوم کریں گے کہ میری اقبال کی کتاب [۲۲] اقبال اکادمی پاکستان بھی چھاپ سکتی ہے کہ نہیں۔

حاملِ رقعہ لڑکی میراں جی شمس العشّاق [۲۳] پر کام کررہی ہے۔آپ اس کی تو کیا مدد کرسکیں گے؟

امید ہے آپ کا مزاج بخیر[بہ خیر] ہوگا۔		مخلص

گیان چند

[۶]

شعبۂ اُردو،سنٹرل یونیورسٹی[یونی ورسٹی]

حیدرآباد۔۵۰۰۱۳۴ ہندوستان

۷/اگست۱۹۸۷ء

محبّی! تسلیم۔

دودن پہلے سیّــــارہ کا شمارہ۲۴ اشاعتِ خاص ملا۔تہہِ دل سے مشکور ہوں۔آپ کے خطوط بھی ملتے رہتے ہیں۔حالیہ شمارے میں

ڈاکٹر تحسین فراقی [۲۴] کا مضمون ''مسلم فلسفہ میں زمان کا مسئلہ: علامہ اقبال کی ایک نایاب تحریر کی روشنی میں'' اقبالیات میں ایک اضافہ ہے۔ [۲۵]

آپ غالباً اقبال نمبر نکالنے والے ہیں۔ ایک مضمون ''ترانۂ ہندی کی کہانی'' بھیج رہا ہوں۔ اسے شامل کر کے ممنون کیجیے۔

امید ہے آپ حضرات بخیر[بہ خیر] ہوں گے۔

زیراکس نقل ٹھیک نہیں آئی۔ کاتب کو اس کے پڑھنے میں زحمت ہوگی۔ اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

مخلص

گیان چند

[۷]

University Of Hyderabad Phones: 558220

Hyderabad-500134 550396

۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ء

محبی! تسلیم

آپ کا ۱۳ ستمبر کا کرم نامہ مقامی ڈاک سے پرسوں ۲۲ ستمبر کو ملا۔ شکریہ۔ آپ نے مضامین کے جو تراشے بھیجے تھے وہ حیدر آباد پہنچنے کے ایک ماہ بعد میں حاصل کر سکا۔ پاکستان سے حیدر آباد تک کا فاصلہ جلدی طے ہو جاتا ہے لیکن شہر حیدر آباد سے مضافات تک آنے میں عرصۂ دراز درکار ہوتا ہے۔

میری ایک ریسرچ کی طالبہ ۲۰ اگست کو یہاں سے کراچی گئی تھی بعد میں اسے لاہور جانا تھا اور آپ سے ملنا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ ذکر و فکر کی ایک جلد نیز آپ کے کرم نامے کا جواب بھیجا تھا۔ حیرت ہے کہ وہ سست گام ابھی تک آپ کے پاس نہیں پہنچی، بہر حال پہنچ جائے گی۔ ذکر و فکر کوئی اچھا مجموعہ نہیں ہے۔ اس سے بہتر ہے حقائق۔ میں نے دیکھا تو میرے گھر میں کل ملا کر چار پانچ جلدیں نکل آئیں۔ ایک جلد آپ کو بھیجوں گا۔ یہاں سے آپ کے ہم نام فاروقی [۲۶] تک کتاب بھیجنا بھی ایک مسئلہ ہے۔ کسی کے ہاتھ بھیجوں گا۔ یہ کم بخت RTC کراس روڈ کا نام تو سنا ہے، اسے کھوجنا ممکن نہیں، اس لیے عثمانیہ یونیورسٹی ہی میں دوں گا۔

آپ مجموعے میں میرا مضمون 'اقبال کا منسوخ اردو کلام' شائع کر دیجیے۔ شاید اس موضوع پر کسی اور نے اس انداز سے نہ لکھا ہو۔ میں نے صبیحہ نسرین (میری ریسرچ سکالر) کے ہاتھوں ایک مضمون 'ترانۂ ہندی کی کہانی' رسالہ سیارہ لاہور کے اقبال نمبر کے لیے بھیجا ہے۔ وہ اس مضمون کو آپ ہی کو دے گی۔ یہ بھی اچھا تحقیقی مضمون ہے۔ مجموعے میں آپ اسے لینا چاہیں تو منسوخ کلام کو چھوڑ کر اسے لے سکتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ مضمون مل گیا ہو یا سیارہ کو اس لڑکی نے کراچی سے ڈاک سے بھیج دیا ہو تو دونوں مضامین کو پڑھ کر انتخاب کر لیجیے۔ اگر دونوں کو شامل کیا جا سکے تو کیا کہنا۔

یہ غلط ہے کہ میں علیل ہوں یا تھا۔ جب آپ نے مجھے پاشکستہ دیکھا تھا، اس کے بعد زکام کھانسی یا کبھی کمر میں درد تو ضرور ہوا ہے لیکن ایسا

نہیں کہ جس کی وجہ سے مجھے یونیورسٹی [یونی ورسٹی] سے ایک دن کی چھٹی بھی لینی پڑی ہو۔ ہاں! آپ کہاں سے میرے عقائد کے پھیر میں پڑ گئے۔ میں جین مذہب ۲۷ کا فرد ہوں۔ قاعدہ ہے کہ انسان جس مذہبی گروہ میں پیدا ہوتا ہے، اسی پر عقیدہ رکھتا ہے۔ خاندان اور ماحول کی وجہ سے اس پر اتنا Suggestion اور Brain washing ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کو عقل کی رو سے مکمل ترین سمجھنے لگتا ہے۔ کسی کو اپنے مذہب میں خامی نہیں دکھائی دیتی جب کہ دوسرے مذاہب کی خام خالیاں بلکہ لغویت خوب دکھائی دیتی ہیں۔ نفسیاتی شعبدہ بازی کا یہی اثر ہے۔ آپ اسلام کو بہترین مذہب سمجھتے ہیں، میں جین دھرم کو۔ میں اپنے مذہب میں عقیدہ رکھتا ہوں لیکن تعقل پرستی کی وجہ سے محض ۵۰ فی صد۔ بقیہ بہت سی روایات کو ایجادِ بندہ اور اساطیر کو بے اصل جانتا ہوں۔ بہرحال میں غیبی طاقتوں کو مانتا ہوں۔ یہ یقینی ہے کہ اس دنیا کے علاوہ اور بھی کوئی دنیا ہے۔ حیات قبلِ ولادت اور حیات بعدِ ممات کا قائل ہوں۔ یہ مانتا ہوں کہ انسان کا ازدواجی رشتہ اور انسان کی موت پہلے سے طے شدہ ہے، جس میں ہماری کوشش کوئی دخل نہیں دے سکتی۔ لیکن حقیقت کیا ہے؟ اس کا علم نہیں۔ تناسخ ارواح یعنی آواگون یعنی انسان کے بار بار جنم لینے کا معتقد ہوں۔ پھر بھی یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ جین دھرم ایک خدا کو نہیں مانتا۔ میں بھی اسی عقیدے پر قائم ہوں یعنی موحد نہیں ہوں۔ مشکّک ہوں۔

آپ کو اس سب کے تردّد میں نہیں پڑھنا [پڑنا] چاہیے تھا۔ ہمارے دو محقق قاضی عبدالودود ۲۸ اور رشید حسن خاں ۲۹ کسی مذہب کے قائل نہیں تھے۔ دونوں کو دہریہ کہا جا سکتا ہے۔ ادب کی تحقیق میں اس کے مذکور کی ضرورت نہیں، ہاں ان کی شخصیت زیرِ بحث ہو تو اس پہلو کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ میرا مسلک یہ ہے کہ مذہب سے قطعِ نظر کسی انسان کی خوشی میں اضافہ کر سکو تو یہ بہترین ہے۔ اگر یہ نہ کر سکو تو کم سے کم کسی انسان کے مصائب اور آلام میں اضافہ نہ کرو۔ یہی اصل مذہب ہے۔

یوپی اردو اکیڈمی لکھنو نے میری کتاب اردو کی نثری داستانیں کا تیسرا ایڈیشن اضافہ و ترمیم شدہ (پہلا ہندوستانی ایڈیشن) شائع کر دیا ہے۔ اقبال کی کتاب کی کتابت شدہ کاپیاں عبدالصمد خاں لے گئے تھے، دیکھیے کب تک چھپتی ہیں۔

امید ہے آپ بخیر [بہ خیر] ہوں گے۔ مخلص

گیان چند

[۸]

شعبۂ اردو
سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی]
حیدر آباد ۵۰۰۱۳۴
۲۶؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء

محبّی! تسلیم۔

رفیع الدین فاروقی صاحب کی مدد لے کر آپ کو حقائق کی ایک جلد بھیج رہا ہوں۔ میری جو شاگردہ پاکستان گئی تھی وہ بوجوہ لاہور میں محض ایک دن ٹھہر سکی اور فوراً ہندوستان آ گئی۔ اس نے ڈاک کے پارسل سے ذکر و فکر آپ کو بھیج دی تھی۔ امید ہے مل گئی ہوگی۔

ساتھ میں ملفوف دو چٹھیاں آپ پڑھ لیجیے اور انھیں مکتوب الیہم کو بھیجنے کی زحمت کیجیے۔ میری اقبال کی کتاب عبدالصمد خاں لے گئے ہیں۔ معلوم نہیں کب تک شائع ہوگی۔ آفسیٹ کتابت ان کے پاس ہے۔ تحقیق کا فن نامی کتاب کی جو صورتِ حال ہے وہ جمیل جالبی صاحب[۳۰] کے خط سے آپ کو معلوم ہو جائے گی۔ آپ اس سلسلے میں میری کوئی مدد کر سکتے ہیں؟ کیا مقتدرہ یا انجمن[۳۱] پاکستان کے کسی شہری کو اس کا معاوضہ دے سکتی ہے یا کبھی میرا پاکستان آنا ہو تو کیا مجھے معاوضہ مل سکتا ہے؟

امید کرتا ہوں کہ آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔ مخلص

گیان چند

[۹]

شعبۂ اردو، سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی]

حیدر آباد۔۵۰۰۱۳۴ (ہندوستان)

۶؍دسمبر ۱۹۸۷ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۲۵؍نومبر کا کرم نامہ پرسوں ۴؍دسمبر کو ملا۔ جواب میں حسبِ ذیل معروضات ہیں:

ا۔مضمون ''ترانۂ ہندی کی کہانی'' ص ۸ پر اسی جگہ ختم ہو گیا ہے جو آپ کے پاس ہے یعنی ''کم از کم ہندوستان میں'' پر۔ یہ صفحہ واپس کر رہا ہوں۔ ترانے کا تراشا بھیجنے کے لیے آپ کا تہہِ دل سے ممنون ہوں۔ آپ میری نہ صرف ادبی مدد کر رہے ہیں بلکہ ہمہ وقت پاکستان میں میری شہرت کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ تراشے کی مدد سے مضمون کے ص ۳ میں بہت سا اضافہ کیا، ص ۴ میں صرف تین جگہ۔ اب آپ ص ۳، ۴ کی نئی کاپی کو پرانی کاپی کی جگہ رکھ دیجیے۔ مضمون کا ایک off print مجھے بھجوا دیجیے۔

۲۔ دو چار دن پہلے ایک مختصر مضمون لکھا تھا۔ اس میں اضافہ کیا اور آج ہی صاف کیا ''کیا علامہ اقبال نے غیر موزوں اشعار کہے تھے؟''[۳۲] اسے اورینٹل کالج میگزین[۳۳] کے اقبال نمبر میں دے دیجیے۔ مشکور رہوں گا۔

۳۔ یہاں کی اقبال اکیڈیمی کو توجہ دلاؤں گا کہ ڈاکٹر اقبال کی پچاسویں برسی شاندار طریقے پر منائیے۔ آپ کو بلائیں تو اب کی بار تفصیل سے ملاقات ہو۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔

۴۔ وقار عظیم صاحب[۳۴] کی پروفیسری کی تاریخ درست کرنے پر شکریہ۔ سجاد باقر رضوی صاحب[۳۵] ہندوستان میں اب بھی معروف نہیں۔ پاکستان میں ضرور ان کا اہم مقام ہوگا۔

۵۔ رفیع الدین فاروقی کو حقائق میں نے نومبر کے اوائل میں بھیج دی تھی۔ حیرت ہے کہ وہ ۲۵؍نومبر تک آپ کو نہ دے سکے۔

۶۔ علم و دانش سری نگر کا ایک بہت گھٹیا رسالہ تھا۔ اس کے ایڈیٹر وہاں کے ایک سابق وزیر پیر غیاث الدین تھے۔ ظاہر ہے دو ایک سال میں یہ پرچہ بند ہو گیا ہوگا۔ ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء میں نکلا ہوگا۔ میرے سامنے علم و دانش جلد ۲، شمارہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۵ اقبال نمبر دوم ہے۔ اس کا سائز رسالوں کا عام سائز یعنی بانگ درا جیسا ہے۔ صفحات ۸۰ ہیں۔ اقبال نمبر ا شاید جلد ۲ کا شمارہ رہا ہو۔ اس میں ۱۱ مضامین ہیں جن

میں صرف چار اقبال سے متعلق ہیں۔ وہ یہ ہیں:

ا۔	علّامہ اقبال بیداریِ مشرق کا شاعر	سیّد میر قاسم
۲۔	اقبال اور تصوّف (افتتاحی خطاب)	پیر غیاث الدین
۳۔	علّامہ اقبال (تقریر)	ڈاکٹر شکیل الرحمٰن
۴۔	صدارتی تقریر	رضی الحسن حسینی، وائس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی

(یہ تقریر اسی رسالے کے اقبال نمبر کی اشاعت پر کی گئی۔)

رسالہ کاغذ کتابت اور طباعت کے لحاظ سے اچھا نہیں۔ میں اپنی کتاب تحقیق کا فن کا مسوّدہ اشاعت کے لیے مقتدرہ قومی زبان کو بھیج رہا ہوں ڈاک سے۔ اس میں یہ مضامین رکھ رہا ہوں۔ مقتدرہ والے کوئی معاوضہ دینے کو تیار نہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ مشفق خواجہ کے نام کاپی رائٹ کرتا ہوں۔ دیکھیے انھیں دیتے ہیں کہ نہیں۔

میں چاہتا تھا کہ اپنی دو تین کتابیں، جو ہندوستان میں چھپ چکی ہیں؛ پاکستان میں بھی چھپوادوں۔ یہ کتابیں وہ ہیں جو ایک موضوع پر ہیں یعنی:

ا۔ارد و مثنوی شمالی ہند میں: اس کا دوسرا ایڈیشن آج کل میں انجمن ترقی اردو ہند سے شائع ہونے کو ہے۔

۲۔تفسیر غالب: غالب کے غیر متداول کلام کی شرح، یہاں ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی تھی۔

۳۔عام لسانیات: ۹۱۰ صفحوں کی کتاب جو ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔

۴۔ادبی اصناف: کوئی ۱۸۰ صفحات کی کتاب جو گجرات اردو اکیڈیمی سے شائع ہونے کو ہے۔

پاکستان میں انھیں کوئی کسی بھی شرط پر چھاپ دے، میں تیار ہوں۔ جب حقائق اور یہ مضمون آپ کو مل جائے تو کسی کے ذریعے رسید بھجوا دیجیے۔ شکریہ۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۱۰]

شعبۂ اردو، سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی]

حیدر آباد۔۵۰۰۱۳۴، ہندوستان

۱۶ر جنوری ۱۹۸۸ء

محبّی! تسلیم

آپ کا ۳۰ر دسمبر کا مکتوب بروقت مل گیا تھا۔ شکریہ۔

نئے سال کی دعاؤں کے لیے شکریہ۔ میں بھی خدا سے دعا کرتا ہوں کہ یہ سال آپ کے لیے شادمانی و ترقّیِ درجات کا وسیلہ ثابت

ہو۔آمین

براہِ کرم ساتھ کا خط قمر رعینی صاحب[۳۶] کو راولپنڈی بھیج دیجیے۔ ممنون ہوں گا۔ آپ اسے پڑھ لیجیے۔

جی چاہتا ہے آپ سے مسلسل مراسلت کروں لیکن پاکستان کی ڈاک مشکل اور مہنگی ہے، اس لیے دیر ہو جاتی ہے۔ ابھی تک تحقیق کا فن کی اسلام آباد سے رسید نہیں آتی۔ میں نے کسی طرح ہوائی ڈاک سے انھیں دسمبر کے اوائل میں یہ مسودّہ بھیج دیا تھا۔ یہاں یوپی اردو اکادمی لکھنؤ نے اس کی اشاعت کی ہامی بھر لی ہے۔

مجھے اہل وعیال سے تحقیق وتصنیف میں کبھی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ میرے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ نومبر ۱۹۷۶ء سے وہ سب الگ ہیں۔ اب سب کی شادی ہو چکی ہے۔ پچھلے ۱۱ سال سے میں اور میری اہلیہ تنہا رہتے ہیں۔ اس سے پہلے جب بچّے ساتھ بھی تھے مجھے ان کے لیے بالکل وقت نہ دینا ہوتا تھا۔ حسبِ دلخواہ [دل خواہ] اپنا وقت لکھنے پڑھنے میں گزارتا تھا۔ اب تو پورا وقت میرا ہے۔

قاضی عبدالودود مجرّد نہیں تھے۔ ان کے ایک بیٹے کا مجھے علم ہے۔ لیکن قاضی صاحب نے ساری عمر معاش کے لیے کچھ نہیں کیا۔ ان کا پورا وقت تصنیف وتالیف کے لیے تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ مشفق خواجہ کے بچّے نہیں ہیں۔ امید ہے آپ بخیر [بہ خیر] ہوں گے۔ مخلص

گیان چند

[۱۱]

شعبۂ اردو، سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی]

حیدر آباد، ۵۰۰۱۳۴ (ہندوستان)

۲۰/اپریل ۱۹۸۸ء

مجتبی! تسلیم۔

کئی مہینے پہلے میں نے آپ کو ایک مضمون 'ترانہ ہندی کی کہانی' کسی رسالے میں اشاعت کے لیے بھیجا تھا۔ آپ نے اس سلسلے میں مرغوب ایجنسی[۳۷] کے ترانے کا تراشا بھیجا۔ میں نے مضمون کو ضروری ترمیمات کے بعد آپ کو واپس کر دیا، امید ہے مل گیا ہوگا۔

ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری[۳۸] نے اس میں دو تسامحات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان کی روشنی میں دو حصّے حذف کرنے ہیں۔ اگر مضمون ابھی نہ چھپا ہو تو حذف کر دیجیے۔

۱۔ ص ۲ کی آخری سطر میں اور ص ۳ کی کئی ابتدائی سطروں میں مَیں نے سری نگر کشمیر میں سروری صاحب کے ساتھ صاحب زادہ محمد عمر سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ اکبر حیدری نے بتایا کہ وہ محمد عمر نہیں، ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ اس لیے آپ ص ۲ کی آخری سطر سے ص ۳ کی ابتدا میں ان سے ملاقات کا پورا بیان قلم زد کر دیجیے۔ اس کے بعد کا برقرار رہنے والا جملہ یہ ہوگا ''سوویز کی انگریزی عبارت میں لکھا تھا......''

۲۔ ص ۶ کے آخر میں نیز ص ۷ کے شروع میں مَیں نے اقبال اور حسرت وغیرہ کے معرکوں کا بیان کیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ اقبال کا مضمون ''اردو زبان پنجاب میں'' مخزن[۳۹] اکتوبر ۱۹۰۳ء میں چھپا تھا اور اس کا جواب حسرت نے ''اصلاحِ زبانِ پنجاب'' کے عنوان سے اردوئے معلّٰی[۴۰] فروری ۱۹۰۴ء میں دیا۔ اکبر حیدری لکھتے ہیں کہ یہ اقبال کا مضمون مخزن اکتوبر ۱۹۰۲ء میں چھپا تھا۔ چونکہ میرے

مضمون سے یہ بحث غیر متعلق ہے اس لیے ص ۶ کے آخری پیراگراف سے یہ حصّہ نکال دیجیے۔

''اس کے جواب میں اقبال نے مخزن اکتوبر ۱۹۰۳ء......تا ص ۷ پر یہ بھی تنقیدی تھا۔'' ص ۶ کے آخر کے دونوں فٹ نوٹ بھی نکل جائیں گے۔

میری کتاب ابتدائی کلامِ اقبال به ترتیب مه و سال شائع ہوگئی ہے۔ پونے پان سو صفحے ہیں قیمت ۱۲۵ روپے۔ آفسیٹ پر اچھی چھپی ہے۔ صمد خاں صاحب کسی طرح یہ کتاب آپ تک بھیجیں گے۔ تقسیم کار ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دلّی۔

امید ہے آپ بخیر [بہ خیر] ہوں گے۔ یہ خط جمیل الدین عالی صاحب [41] کے لفافے میں رکھ کر بھیج رہا ہوں۔

مخلص

گیان چند

[۱۲]

شعبۂ اردو، سنٹرل یونیورسٹی [یونی ورسٹی]

حیدر آباد۔۵۰۰۱۳۴، ہندوستان

۲۸/ جولائی ۸۸ [۱۹]ء

محّبی! تسلیم

آپ کو بہت سے خطوط تقسیم کرنے کی ذمّے داری سونپ رہا ہوں۔ ایک خط آپ کے پرنسپل صاحب [42] کے نام ہے، ایک ڈاکٹر وحید قریشی [43] کے نام ہے۔ وحید صاحب کا موجودہ پتا معلوم نہیں۔ مقتدرہ قومی زبان میری کتابیات کا پمفلٹ شائع کرے گا۔ [44] میں نے انجمن ترقیِ اردو پاکستان کو نثری داستانیں کی طبع چہارم کا مسودّہ بھیجا تھا، اسی کے ساتھ کتابیات رکھ دی تھی۔ امید ہے انھوں نے مقتدرہ کو بھیج دی ہوگی۔ اس کتابیات میں چند اضافے بھیج رہا ہوں۔ جمیل جالبی صاحب کے نام کے خط کے ساتھ اضافوں سے متعلق یہ پرزہ مقتدرہ کے پتے پر بھیجنے کا کرم کریں۔

میں نے مئی کے آخر میں زندہ دلانِ کراچی مشاعرے والوں کو آپ کے لیے اپنی کتاب ابتدائی کلام اقبال به ترتیب مه و سال ۱۹۰۸ء تک بھیجی تھی۔ لکھیے کہ آپ کو ملی کہ نہیں؟ اگر نہیں ملی تو خواجہ حمید الدین شاہد [45] ایڈیٹر سب رس سے پوچھیے کہ حیدر آباد دکن سے کچھ شعرا آپ کے لیے یہ کتاب لائے تھے، وہ کہاں ہے؟

اکبر حیدری نے لکھا ہے کہ میری کتاب پاکستان میں بھی شائع ہوگئی ہے۔ مجھے کوئی علم نہیں۔ براہِ کرم لکھیے کہ کیا یہ خبر صحیح ہے۔

رفیع الدین فاروقی حیدر آباد والے نے قرآنِ کریم کا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب [46] کا اردو ترجمہ مرحمت فرمایا۔ میں اس سے بہت خوش ہوں۔ کیا حسنِ اتفاق ہے کہ اسی ڈاک سے ایک صاحب کا گیتا کا اردو ترجمہ موصول ہوا۔ اب میں تلاش میں ہوں کہ کہیں سے بائبل کا انگریزی ترجمہ بھی خرید لوں۔ میں قرآنِ پاک کو شروع سے آخر تک لفظ بہ لفظ پڑھوں گا لیکن آہستہ آہستہ، جستہ جستہ، بہ شرط فرصت، رٹائر [ریٹائر] ہونے کے بعد مذہبیات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ میری اصلاح ہو سکے۔ قرآن سے استفاضے کے لیے مسلمان ہونا ضروری

نہیں۔دوسرے بھی بہ شرطِ استطاعت بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔یہی معاملہ صحیفوں کا ہے۔

امید ہے آپ بخیر[بہ خیر] ہوں گے۔منسلکہ تمام خطوط پڑھ لیجیے تاکہ آپ کوکوائف سے آگاہی ہوسکے۔ مخلص

گیان چند

[پس نوشت]

آپ کی کتاب اقبالیات ۸۶ء ۸۷ بھی ملی۔اس وقت شعبے میں لکھ رہا ہوں۔سامنے نہیں۔گیان چند

[۱۳]

شعبۂ اُردو،سنٹرل یونیورسٹی

حیدرآباد۔۵۰۰۱۳۴ (ہندوستان)

۲۴؍اکتوبر۱۹۸۸ء

محبّی! تسلیم۔

۲۱؍ستمبر کا کرم نامہ بروقت مِلا،شکریہ۔مشکور ہوں کہ آپ میرے دومضمون رسالوں کے خاص نمبر میں شائع کرارہے ہیں۔وحید قریشی صاحب کا خط نہیں آیا۔اس میں کوئی جواب طلب بات بھی نہ تھی۔

میں نے یہاں سے تین حضرات کے لیے کتابیں بھیجی تھیں۔ا۔مشفق خواجہ کواردو مثنوی شمالی ہند میں طبعِ دوم نیز ابتدائی کلامِ اقبال ۲۔ڈاکٹر جمیل جالبی کو اردو مثنوی شمالی ہند میں اور۳۔آپ کو ابتدائی کلامِ اقبال۔بقیہ دو حضرات کو کتابیں مل گئی ہیں۔صرف آپ کو نہیں ملی۔اس چٹھی کے آخری حصے پر خواجہ حمید الدین شاہد کے نام ایک رقعہ لکھ رہا ہوں۔اسے علیحدہ کرکے لفافے میں رکھ کر پوسٹ کردیجیے۔مجھے کراچی کا ایڈیشن دیکھنے کو نہیں ملا۔

یہ درست ہے کہ ذکر و فکر کے مضامین میں کئی غیر تحقیقی کتابوں کا ذکر آگیا ہے۔رفیع الدین فاروقی کا خط آیا تھا۔وہ دسمبر میں پاکستان جائیں گے۔جانے سے پہلے مجھ سے ملیں گے۔اُن کے ہاتھ کچھ چٹھیاں بھیج دوں گا۔

میں ۲۸؍فروری۱۹۸۷ءکو رٹائر[ریٹائر] ہوا۔اس کے بعد ۱۴مہینے کا Re.appointment ملا۔اب بہ شرطِ حیات ۳۰؍اپریل ۸۹ءکو رٹائر[ریٹائر] ہو جاؤں گا۔لکھنؤ میں بسنے کا ارادہ ہے۔ادھر میرے مضامین کے دو مجموعے شائع ہو رہے ہیں۔اردو ریسرچ سنٹر کے عبدالصمد خاں شائع کررہے ہیں۔آفسیٹ کی کتابت میں نے کرائی ہے۔آگے کے مصارف وہ برداشت کریں گے۔کتاب تحقیق کا فن ہندوستان میں یوپی اُردو اکادمی لکھنؤ شائع کررہی ہے۔ان کی جانب سے میں ہی یہاں Vendike کی کتابت کرارہا ہوں۔ابھی دو تہائی کی کتابت ہوئی ہے جو ۴۳۰صفحات پر آئی ہے۔پوری کتاب پونے سات سو اور سات سو صفحوں کے بیچ آئے گی۔امید کرتا ہوں کہ دسمبر کے آخر تک کتابت پوری ہو جائے گی اور فروری ۸۹ءتک اشاعت ہو جائے گی۔یہی کتاب پاکستان میں انجمن ترقی اردو کے بجائے مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد شائع کررہا ہے۔اس کے بعد میں نے ایک مختصر کتاب اردو کا نیا عروض لکھنے کا منصوبہ بنایا ہے۔اس کے لیے پڑھ لیا ہے،لکھنا باقی ہے۔میرا عروض آسان اور تجدید کے ساتھ ہوگا جس میں زحافات کے نام نہ دوں گا،غیر مانوس اوزان نہ لوں گا۔ہندی کے جو

اوزان اردو میں آ گئے ہیں انھیں اردو ارکان میں ظاہر کر کے دوں گا۔ نیز اردو شعرا نے مختلف اوزان میں جن اجتہادات اور آزادیوں کو جائز کیا ہے، ان کو تسلیم کروں گا۔ تقریباً سو صفحے کی کتاب ہوگی۔ [48] اس کے بعد زندگی کا آخری بڑا کام کرنا چاہتا ہوں اور بس۔ اردو تحقیق کی تاریخ۔ یہ دو جلدوں میں ہوگی۔ تقریباً چار سال لگیں گے۔ میری حماقت تو دیکھیے:

ع　　　سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

اس میں تذکروں سے لے کر آج تک کی تحقیق کو پرکھوں گا۔ معاصرین کی تحقیق کا بے لاگ جائزہ لوں گا۔ کل دیکھنا ہے کہ تحقیق کی تاریخ پوری ہوتی ہے کہ میری زندگی کی کتاب۔ میری صحیح عمر دفتری عمر سے زیادہ ہے۔ پچھلے مہینے ۶۵ پورے کر چکا ہوں۔ تحقیق کی تاریخ کے بعد اُردو میں اور کچھ نہ لکھوں گا، [49] مذہبیات کا مطالعہ کروں گا۔

محمود شیرانی [50] کی پنجاب میں اردو [51] کمزور کتاب ہے لیکن مقالاتِ شیرانی [52] اعلیٰ درجے کی تحقیق ہیں۔ ذکر و فکر میں لکھتے وقت میں نے مقالاتِ شیرانی نہیں دیکھی تھی۔ اب اُن کو اردو کا پہلا بڑا محقق مانتا ہوں۔ ان کے بعد قاضی عبدالودود، مسعود حسن رضوی، [53] مولانا عرشی [54] اور مالک رام [55] ہیں۔ ہندوستان کے موجودہ محققین میں چار حضرات بہت گاڑھے اور گہرے محقق ہیں۔ ۱۔ رشید حسن خاں ۲۔ کالی داس گپتا رضا بمبئی [56] ۳۔ ڈاکٹر شیام لال کالڑا عابد پیشاوری [57] پروفیسر و صدر شعبۂ اردو جموں یونیورسٹی ۴۔ ڈاکٹر حنیف احمد نقوی [58] ریڈر اردو بنارس ہندو یونیورسٹی۔ اقبال کے محققین میں ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری، آپ اور محمد عبداللہ قریشی [59] چوٹی پر معلوم ہوتے ہیں۔ تینوں میں آپ ممتاز معلوم ہوتے ہیں۔ پاکستان کے عمومی محققین میں جمیل جالبی اور مشفق خواجہ سب سے اوپر دکھائی دیتے ہیں۔ جہاں تک میرا سوال ہے، میں ایک اوسط درجے کا محقق ہوں، کسی بلند مقام کا حق دار نہیں۔ تحقیق کی تاریخ کے سلسلے میں پاکستان کے محققین کے بارے میں لکھنے سے پہلے پاکستان کا ایک لمبا سفر کرنا ہوگا۔ لیکن یہ سب خیالی پلاؤ ہیں۔ کوچ کا نقارہ بج رہا ہے گو میں اس بانگِ درا کو نہ سن سکوں۔

براہِ کرم ڈاکٹر اسلم فرخی [60] ادبی مشیر انجمن ترقیِ اردو پاکستان کو میری جانب سے ایک کارڈ لکھ دیجیے کہ وہ میرا بھیجا ہوا مضمون ''ہندوستان میں اُردو تحقیق کی رفتار ۱۹۴۷ء تا ۱۹۸۷ء'' فوراً رسالہ اردو [61] میں شائع کر دیں۔ یوں یہ مضمون رسالہ اردو ادب دہلی کے خاص نمبر کے لیے لکھا گیا تھا، جس نمبر کا موضوع ہے: ''ہندوستان میں اردو ادب کی رفتار گزشتہ [گذشتہ] ۴۰ سال میں۔'' معلوم نہیں اردو ادب کا خصوصی شمارہ کب شائع ہو۔ اردو کراچی والوں کو چھاپ لینے دیجیے۔ ذیل کا خط خواجہ حمید الدین شاہد صاحب کو بھیج دیجیے۔ امید کرتا ہوں کہ آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[پس نوشت]

ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری میرے شعبے میں پروفیسر ہو کر آ گئے ہیں۔ ۵۹ سال کے ہیں۔

مکتبۂ روایت ص۔ب ۵۰۸۴ لاہور ۱۴ نے مجھے روایت [62] ۳ اور ۴ بیاد سلیم احمد [63] کی دو جلدیں بھیجی ہیں۔ براہِ کرم فون ۷۸۱۰۲۹ پر فون کر

کے میری طرف سے شکریہ اور رسید پہنچا دیجیے۔ گیان چند

[۱۴]

University Of Hyderabad　　　Phones: 558220

Hyderabad-500134 (India)　　　550396

۶ر فروری ۱۹۸۹ء

محبی! تسلیم۔

یہ چٹھی یونیورسٹی کی ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔ معلوم نہیں آپ تک پہنچے گی کہ نہیں۔ میں نے آپ کو ایک مضمون ''اقبال کی مہارت عروض'' بھیجا تھا۔ اس کا دوسرا حصّہ ہے۔ ''اقبال کے چند منسوخ اشعار کا وزن''۔[۶۴] اس میں تین غلطیاں رہ گئیں جن پر یہاں گرفت کی گئی۔ اگر ابھی وہ مضمون شائع نہ ہوا ہو تو اس میں ذیل کی تصحیحات کرا دیجیے۔ یہ سب جزوِ دوم منسوخ اشعار کا وزن سے متعلق ہیں:

۱۔ میں نے لکھا ہے: ''فارسی کی دو غزلوں کے مطلع یہ ہیں۔'' اس کے آگے دو شعر ہیں:

پیرہنِ وجودِ من چہ آتشِ جنوں گرفت　　　سینہ بہ برق در کنم، دیدہ بہ نیشتر زنم

اور اس کے بعد مطلع ہے: رسیدہ، دمیدہ۔ چونکہ ان میں پہلا شعر مطلع نہیں اس لیے تعارفی جملے میں 'مطلع' کی جگہ 'شعر' کر دیا جائے یعنی: ''فارسی کی دو غزلوں کے یہ شعر ہیں:''

۲۔ اس کے آگے دو اردو اشعار درج کیے ہیں اور اُن کا وزن اُن کے نیچے دیا ہے۔

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے

مفتعلن مفاعلن　　　مفتعلن مفاعلن

پہلے 'مفاعلن' کو بدل کر 'مفاعلان' کر دیا جائے یعنی: مفتعلن مفاعلان مفتعلن مفاعلن

۳۔ کافی آگے چل کر خاقانی کے دو رفارسی اشعار درج ہیں۔ ان میں دوسرے شعر کا پہلا مصرع یوں چھپا ہے:

گرچہ بہ موقعِ لقب مفتعلن دوبارہ شد

اس مصرع میں 'موقع' کی جگہ 'موضع' کر دیجیے 'موضعِ لقب'

اگر یہ تصحیحات کی جا سکیں تو میں خوش ہوں گا۔

آج کل میرے پاس میری تین کتابوں کی مکمّل کتابت موجود ہے۔ کاتب غلطیوں کو بنا رہا ہے۔ امید ہے چند ماہ میں چھپ جائیں گی۔ کتابیں یہ ہیں:

۱۔ تحقیق کا فن: اسے یوپی اردو اکیڈمی لکھنؤ شائع کر رہی ہے۔ ان کے لیے میں نے یہیں کتابت کرائی، جلد بھیج دوں گا۔

۲۔ کھوج:[۶۵] یہ تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے۔ ۳۔ پرکھ اور پہچان:[۶۶] اس کے دو حصّے ہیں: پہلے میں تنقیدی مضامین ہیں، دوسرے میں ادیبوں کے بارے میں مضامین ہیں۔ ان دونوں کو عبدالصمد خاں اپنے حیدر آباد اردو ریسرچ سنٹر سے شائع کریں گے۔

تحقیق کا فن میں تقریباً ۷۶۰ صفحات ہیں۔اسے مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد بھی شائع کر رہا ہے۔وہ لوگ کتابیاتِ گیان چند بھی چھاپنے والے تھے۔معلوم نہیں اس کا کیا ہوا؟[۶۷]

یہاں کے رفیع الدین فاروقی پاکستان جانے والے تھے اور جانے سے پہلے مجھ سے ملنے کا وعدہ تھا۔آئے نہیں۔میں خود ۲۶ر نومبر سے ۹ر دسمبر تک دور جنوب کی سیاحت پر چلا گیا تھا۔وہاں آنکھ کی Retina detach کر لی۔حیدر آباد آ کر ۱۲ر دسمبر ۸۸ء کو آپریشن کر دیا جو ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔اب آنکھ ٹھیک ہے۔

میں اپریل ۸۹ء کے آخر میں حیدر آباد سے سبک دوش ہو جاؤں گا۔بعد میں، بہ شرطِ حیات، لکھنؤ بسنے کا پروگرام ہے۔میرے شعبے میں ڈاکٹر اکبر حیدری بھی پروفیسر ہو کر آ گئے ہیں۔امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہو گا۔

مخلص

گیان چند

[۱۵]

شعبۂ اردو، سنٹرل یونیورسٹی

حیدر آباد۔500134، ہندوستان

۱۲ر اپریل ۱۹۸۹ء

محبّی! تسلیم۔

کرم نامہ ملا۔شکریہ، ایک مختصر سا مضمون ''اقبال کا ایک ہم نشیں'' بھیج رہا ہوں۔کسی رسالے میں چھپوا دیجیے۔

مجھے ابھی لاہور سے دعوت نامہ نہیں ملا۔جیوں [جوں] ہی آئے گا میں منظوری بھیج دوں گا۔آپ کا مشکور ہوں۔کوئی تحقیقی مضمون تو شاید ممکن نہ ہو، ایک تنقیدی مضمون ہی لکھنے پر اکتفا کروں گا۔عنوان ''غیر مسلموں کے لیے اقبال کے اردو کلام کی معنویت'' اس میں دکھاؤں گا کہ اقبال کی تعلیمات میں سے کون کون سے ایسی ہیں جو غیر مسلموں کے لیے بھی مفید ہیں۔مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے اس موضوع پر پہلے ہی تو نہیں لکھ دیا؟[۶۸]

میری جو کتابیں ایک موضوع پر ہیں، چاہتا ہوں کہ پاکستان میں بھی چھپ جائیں، معاوضہ جو بھی کچھ ہو، سفرِ پاکستان میں کام آئے گا۔ کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ اردو مثنوی شمالی ہند میں ۲۔ تفسیرِ غالب (منسوخ کلام کی شرح)

۳۔ عام لسانیات۔۹۱۰ صفحے ۴۔ ادبی اصناف تقریباً پونے دو سو صفحے: یہ ابھی ہندوستان میں زیرِ طبع ہے۔

۵۔ اردو کا اپنا عروض۔تقریباً ۱۲۵ صفحے۔اس میں عروض کی تشکیلِ جدید کی ہے اور اصطلاحوں سے بچ کر آسان زبان میں لکھا ہے۔مندرجہ بالا میں سے کسی بھی کتاب کی اشاعت کی کوئی صورت نکل آئے تو لکھیے۔[۶۹] مشکور رہوں گا۔

سیّارہ میں ''ترانہ ہندی'' پر جو میرا مضمون چھپا اس کے ایک بیان کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ساتھ میں ملفوف کر رہا ہوں۔مراسلے کے طور پر چھپوا دیجیے۔

امید ہے آپ کا مزاج بخیر[بہ خیر] ہوگا۔ یہ خط اپنے ایک شاگرد کے ہاتھ بھیج رہا ہوں جو اپنی تحقیق کے سلسلے میں پاکستان جا رہے ہیں۔

مخلص

گیان چند

[۱۶]

۱۵/اپریل ۱۹۸۹ء [۷۰]

محبّی! آج آپ کا ۸/اپریل کا کرم نامہ ملا۔ آغا سہیل [۷۱] کا مقالہ مشفق خواجہ نے میرے پاس بھیج دیا تھا۔ ان کے اعتراض خواہ مخواہ کے ہیں۔ اگر میں نے پہلے ایڈیشن کے بعد کتاب کو بدل کر نئی ترتیب سے لکھ دیا ہے تو اِس میں آغا سہیل کو یا کئی دوسرے کو کیا اعتراض۔[۷۲] سہیل بخاری [۷۳] کے مقالے سے میں نے جو کچھ لیا ہے اس کا اعتراف کیا ہے، جہاں اعتراف نہیں وہ ان کے مقالے سے نہیں لیا۔ کتاب کا تیسرا ایڈیشن یوپی اردو اکیڈمی لکھنؤ سے چھپا۔ وہ اور زیادہ مفصّل ہے۔ چوتھا ایڈیشن قدرے ترمیم کے ساتھ انجمن کراچی میں چھپ رہا ہے۔ غالباً جولائی میں آ جائے گا۔ اس میں سہیل کے مقالے کا زیادہ تفصیل سے ذکر ہے۔

[۱۷]

A 15 سنٹرل یونیورسٹی

حیدرآباد، 500134 (ہندوستان)

یکم جنوری ۱۹۹۰ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۲۷/نومبر کا کرم نامہ مجھے شمالی ہند کے سفر سے واپسی پر ملا۔ میں ۳۰/نومبر کو دلی و لکھنؤ کے سفر پر گیا تھا۔ ۲۳/دسمبر کو واپس آیا۔ مکتوب سے یہ تشویش ناک خبر ملی کہ آپ کسی حادثے کے شکار ہو گئے تھے۔[۷۴] امید ہے اب آپ شفائے کلّی حاصل کر چکے ہوں گے۔ میری دعا ہے کہ یہ سال ۱۹۹۰ء آپ کی صحت اور خوشی و ترقی کا سال ثابت ہو اور اس میں آپ مزید علمی و ادبی فتوحات حاصل کریں۔

میں اردو تحقیق کی تاریخ کے منصوبے پر کام کر رہا ہوں۔ کام آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا ہے، زندگی تیزی سے گزرتی جا رہی ہے۔ ۶۶ سال سے بڑھ گیا ہوں۔ کون جانے کہ کام پورا کر سکوں گا کہ نہیں۔ میں نے طے کیا ہے کہ تحقیق کی تاریخ لکھنے کے دوران کوئی مضمون نہ لکھوں گا تاکہ کام میں خلل نہ پڑے۔ اس لیے علّامہ اقبال پر مضمون لکھنے کا ارادہ بھی فسخ کرتا ہوں۔ جگن ناتھ آزاد تقریباً اس موضوع پر لکھ چکے ہیں۔ ان کا مضمون میری نظر سے نہیں گزرا، لائبریری میں کتاب تلاش کر کے دیکھوں گا۔ پاکستان آنے کا ارادہ بھی فی الحال موقوف۔ اگر زندہ رہا تو تحقیق کی تاریخ جلد اوّل مکمل کرنے کے بعد آؤں گا کیونکہ دوسری جلد میں پاکستان کے محققین کی تفصیل ہوگی۔ پہلی جلد کی تکمیل ہی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اصلاً میں یہ تاریخ تین جلدوں میں لکھنا چاہتا تھا۔ اب قطع کر کے دو جلدوں پر آ گیا ہوں۔

خورشید احمد خاں صاحب [۷۵] کے دو خطوط میرے نام آئے۔ میں انھیں جواب نہ دے سکا۔ وجہ یہ ہے کہ انھوں نے میرے ساتھ کام کرنے والے ریسرچ اسکالر کلیم الحق قریشی سے کچھ دریافت کرایا تھا۔ یہ صاحب کئی ماہ سے ملے ہی نہیں۔ براہِ کرم خورشید احمد خاں کو

414658 پرفون کر کے کہہ دیجیے کہ مجھے ان کے دونوں خط نومبر میں مل گئے تھے۔کلیم الحق قریشی سے متعلقہ امر کے متعلق دریافت کر کے انھیں جواب لکھوں گا۔

معلوم نہیں آپ کو رسالہ اردو ادب دہلی ملتا ہے کہ نہیں۔اس کے تازہ شمارے میں میرا ایک کتابچہ اردو کا اپنا عروض شائع ہوا ہے۔اس کے آخر میں دوسروں کے دو چھوٹے چھوٹے مضمون بھی ہیں۔کتابچے کو علیٰحدہ سے کتابی صورت میں بھی چھاپا ہے۔ستم ظریفی یہ کی ہے کہ اس کے آخر میں بھی وہ دونوں مضمون شامل کر دیے ہیں۔اگر آپ کو اردو ادب نہ ملے تو میں کتابچہ بھیجوں۔امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۱۸]

15 A سنٹرل یونیورسٹی،

حیدر آباد دکن۔۵۰۰۱۳۴

۱۴ارفروری ۱۹۹۰ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۱۷ارجنوری کا کرم نام ملا۔مشکور ہوں۔یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اب آپ بخیر [بہ خیر] ہیں۔

میرے پاس اردو کا اپنا عروض کی کوئی کاپی نہیں بچی۔محض ۹۶ صفحات کی کتاب ہے۔میں نے اس کی ایک کاپی مشفق خواجہ کے لیے اور ایک مزید کاپی بھی انھیں بھیجی ہے کہ فوٹو کے ذریعے پاکستان کے کسی ناشر سے چھپوادیں، جلد چھپ جانی چاہیے۔اگر آپ کا عروضی شاگرد اشتیاق مالا یطاق رکھتا ہو تو مشفق خواجہ صاحب سے رسالے کا زیراکس منگالے۔

شاعر نے گوشہ گیان چند نکالا تھا۔[۶۷] مجھے ساہتیہ اکادمی کا انعام ملنے پر یہاں کے شعبہ اُردو نے مجھے ایک کتابچہ نذر کیا تھا جس کے کئی مضامین رسالہ شاعر سے لیے گئے تھے۔کتابچے کا نام نذرِ جین تھا اور یہ ۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو دیا۔میرے پاس اس کی بھی محض ایک کاپی ہے۔کتابچہ چنداں اہم نہیں۔شعبے کے اساتذہ اور طلبہ کے مضامین پر مشتمل ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔یہ خط ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کی معرفت بھجوا رہا ہوں۔

مخلص

گیان چند

[۱۹]

9/25، اندرا نگر، لکھنؤ 226016

(ہندوستان)

۱۵رمارچ ۱۹۹۱ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۱۸؍جنوری کا کرم نامہ دو تین دن پہلے ملا۔ بہت وقت لگا۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے میری دونوں کتابیں دیکھ لیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ندامت ہے کہ میں یہ آپ کو پیش نہ کر سکا۔ تجزیے[77] اور تحریریں[78] دونوں کی میرے پاس محض ایک ایک کاپی ہے۔ یہ مجموعے مدّت ہوئے out of print ہو گئے۔

میں نے لکھنؤ میں مکان بنایا ہے لیکن کم ہمتی کے سبب ایک ٹھیکیدار کو مع سامان کے ٹھیکہ دیا۔ اس سے روپیہ بھی زیادہ لگا اور شاید اتنا اچھا نہ بن سکا جیسا کہ خود بنانے میں ہوتا لیکن پریشانی اور بھاگ دوڑ سے بچ گیا۔

میں اہلیہ کے ساتھ پاکستان آؤں گا، تقریباً تین ہفتے کے لیے میری ایمریٹس فیلوشپ کی Contigency کی رقم ہے اس میں سے میرے سفر کے جزوی اخراجات مل جائیں گے۔ اہلیہ کے اخراجات میرے ذمّے ہوں گے۔ دس پندرہ دن کراچی میں رہوں گا، دو تین دن لاہور اور دو تین دن اسلام آباد۔

یہاں پاکستان ہائی کمیشن میں ویزا کے لیے درخواست دی ہے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ رمضان گزرنے کے فوراً بعد آ جاؤں۔ پہلے دہلی سے ہوائی جہاز سے کراچی جاؤں گا، وہاں ابتدأً مشفق خواجہ کے یہاں قیام کروں گا۔

براہِ کرم ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن[79] اور وحید قریشی صاحب کو (اگر وہ لاہور میں رہتے ہیں) فون کر کے میرے متوقع ورود کی خبر دے دیجیے۔

ساتھ کا خط پوسٹ کرنے کی زحمت کیجیے۔ یہ صاحب انٹر میڈیٹ میں میرے کالج ہوسٹل میں تھے، مجھ سے ایک سال جونیر۔

امید ہے آپ بخیر[بہ خیر] ہوں گے۔

مخلص

گیان چند

[۲۰]

مظفر نگر یو پی ہندوستان

۱۳؍اپریل ۱۹۹۱ء

محبّی! تسلیم۔

میں عزیزوں سے ملنے مغربی یو پی آیا ہوا ہوں۔ کئی مقامات پر گھوم کر ۱۵؍مئی کو لکھنؤ واپس ہوں گا۔

ایک نظم کہی ہے جو سیّارہ میں اشاعت کے لیے بھیج رہا ہوں۔ یہاں میرے پاس سیّارہ کا پتا نہیں۔ اس لیے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔

پاکستان کا سفر ملتوی ہو گیا ہے۔ حیات باقی ہے تو جاڑوں میں آؤں گا۔ رام لعل صاحب[80] کی معرفت آپ کے نام ایک خط بھیجا ہے۔

سیّارہ میں آپ کا خاکہ بہت پسند آیا۔[81] امید ہے آپ کا مزاج بخیر[بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۱]

۱۹/۲۵ اندرانگر

لکھنؤ۔۲۲۶۰۱۶(ہندوستان)

۱۸/اپریل ۱۹۹۱ء

محبّی! تسلیم۔

رام لعل صاحب یکم مئی کو فیض سیمنار[سیمی نار] میں شرکت کے لیے کراچی جارہے ہیں۔ یہ چٹھی انھی کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ میں اپریل مئی میں پاکستان آنا چاہتا تھا لیکن میں کوتاہ دست ہوں۔ مجھے ابھی تک ویزا ہی نہیں ملا۔ انجمن ترقی اردو ہند دہلی میں ایم حبیب خاں نے یہ ذمّے داری لی تھی۔ میں نے اپنا پاسپورٹ اور فارم انھیں بھیج دیا تھا۔ آگے کیا ہوا؟ معلوم نہیں۔ مجبوراً میں نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ اگر زندہ رہا تو نومبر ۹۱ء یا فروری ۹۲ء میں آؤں گا۔

سیّارہ کا نیا شمارہ ۳۰ ملا، خوب ہے۔ اس کے کئی مضامین دیکھ ڈالے سب سے زیادہ دلچسپ اشفاق احمد ورک [۸۲] کا مضمون بھلا مانس پروفیسر ہے۔ اس کے ذریعے آپ کو مزید جانا۔ آپ بالکل توبۃ النصوح ہیں۔ میں عاصی پُر معاصی ہوں۔ آپ کو لکھتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔

حفیظ الرحمٰن احسن صاحب [۸۳] کا مجموعہ فصلِ زیاں ملا۔ میری طرف سے انھیں شکریہ پہنچا دیجیے۔ کتاب پر نام اس طرح لکھا ہے کہ 'فصل زیادہ' پڑھا جاتا ہے۔ تعارفی مضامین سے ان کے بارے میں اندازہ ہوا۔ غزلوں میں واقعی بہت سنبھلا ہوا طنز ہے، ریشم میں لپٹا ہوا سمجھیے۔ خوب کہتے ہیں۔ غزلوں میں سماج پر تبصرے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کے باوجود غزلیت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

میں اپنی وہ کتابیں پاکستان میں شائع کرانا چاہتا ہوں جو مضامین کے مجموعے نہیں بلکہ کسی ایک مستقل موضوع پر ہیں۔ نثری داستانیں اور تحقیق کا فن تو وہاں چھپ ہی رہی ہیں، مزید کتب یہ ہیں: اردو مثنوی شمالی ہند میں۔ میں نے اس میں خاصی ترمیم کی ہے۔ اب کی بار مختصر مثنویوں کو خارج کر دیا ہے۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن انجمن ترقی اردو ہند شائع ہو چکے ہیں۔

۲۔ تفسیرِ غالب غالب کے منسوخ کلام کی شرح

۳۔ ادبی اصناف تقریباً پونے دوسو صفحوں کی مختصر کتاب جو چند ماہ قبل گجرات اردو اکادمی احمد آباد سے شائع ہوئی ہے۔

۴۔ اردو کا اپنا عروض محض ۹۷ صفحے

۵۔ عام لسانیات۔ نوسو سے زیادہ صفحات

اس کے علاوہ میں اپنے منتخب مضامین، مضامین گیان چند کے نام سے چھپوانا چاہتا ہوں۔ ان کی پانچ جلدیں ہوں گی جو اس طرح ہیں: ۱۔ پہلی جلد تحقیقی ۲۔ دوسری جلد غالبیات ۳۔ تیسری جلد تحقیقی ۴۔ چوتھی جلد تنقیدی ۵۔ پانچویں جلد لسانیاتی

ان جلدوں میں ہلکے پھلکے مضامین نہیں ہے، صرف ٹھوس مضامین کو جگہ دی ہے۔ اگر ان سب کتب کی اشاعت کا وہاں انتظام ہو جائے تو کیا کہنا۔ عام لسانیات تو کسی ادارے سے چھپنی چاہیے۔ میں نے اس کے لیے جمیل جالبی صاحب صاحب کو لکھا ہے کہ کیا مقتدرہ سے چھاپ دیں گے؟ سب کتابوں کو خفیف سی ترمیم کے ساتھ تیار کر رہا ہوں۔ کوئی صورت نکلے تو میں ان چیزوں کو ڈاک سے بھیج سکتا ہوں۔ کل میں مغربی

یو پی میں اپنے وطن جا رہا ہوں۔ کئی مقامات پر جاؤں گا۔ مظفر نگر، بجنور، سیوہارہ، دہرہ دون۔ یہ مقامات میرے اور میری بیوی کے بھائی بہنوں کے ہیں۔ ۱۵ا مئی کو لکھنؤ واپس آ ؤں گا۔ امید کرتا ہوں کہ آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۲]

۱۹/۲۵ اندرا نگر

لکھنؤ ۔۲۲۶۰۱۶

۲۳؍جون ۱۹۹۱ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۲۹؍ مئی کا کرم نامہ چند روز پہلے ملا تھا۔ میں مغربی یو پی کے دورے سے ۱۵؍ مئی کو واپس آ گیا تھا۔

ساتھ کی چٹھی جاوید طفیل صاحب [۸۴] کو بھیجنے کا کرم کریں یا انھیں پڑھ کر سنا دیں۔

ممنون ہوں کہ آپ میری کتابیں شائع کرانے کی فکر کر رہے ہیں۔ جمیل جالبی بھی اس سلسلے میں کچھ کر رہے ہیں۔ کتابیں تیار کر لوں تو انھیں بھیجوں گا۔ آئندہ کبھی مجھے لکھیں تو ڈاکٹر وحید قریشی کا موجودہ پتا لکھیے۔

میں نے حال میں مزید کچھ نہیں لکھا ہے۔ بس ایک سرسری مضمون ''شمس الرحمٰن فاروقی کی اصلاحیں'' لکھا تھا جو کراچی میں طلوعِ افکار [۸۵] کے لیے بھیج دیا ہے۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۳]

۱۹/۲۵ اندرا نگر

لکھنؤ ۔۲۲۶۰۱۶ (ہندوستان)

گھر کا فون نمبر ۳۸۲۶۳۰

۱۸/۲۰۔ مارچ ۱۹۹۲ء

محبّی! تسلیم۔

آپ کا ۱۷ ؍فروری کا کرم نامہ کافی دن سے ملا تھا، شکریہ۔ اردو کی نثری داستانیں لکھنؤ ۱۹۸۷ء اس کتاب کا آخری ایڈیشن ہے۔ یہی معمولی ترمیم کے ساتھ برسوں سے انجمن ترقیِ اردو پاکستان میں زیرِ طبع ہے۔ میں نے تحقیق کا فن کا مسوّدہ پہلے مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد میں اور اس کے کچھ بعد یو پی اردو اکادمی لکھنؤ کو دیا۔ لکھنؤ کا ایڈیشن کبھی کا چھپ گیا۔ مقتدرہ میں منظوری کے باوجود آج تک نہیں چھپا۔ اب میں نے جمیل جالبی صاحب کو لکھا ہے کہ کہیں اور سے چھپوا دیں۔

میرے پاس اس کتاب کی کوئی کاپی نہیں۔کئی حضرات کو خرید کر تحفۃً دے چکا ہوں۔ایک کاپی خرید کر آپ کو بھی پیش کروں گا۔اگر ادھر سے کوئی شخص لے جا سکے تو مجھے لکھیے۔ مقدمے اور تبصرے [86] آپ کو پسند آئی،اس کا شکریہ۔ادھر میری لچر شاعری کا ایک مجموعہ کچے بول کے نام سے چھپ گیا ہے۔ علامت [87] جس میں میری نظم شائع ہوئی ہوگی مجھے آج تک نہیں ملا۔مشفق خواجہ صاحب نے لکھا تھا کہ وہ ۹۲-۱۹۹۱ء کے بابائے اردو لیکچر کے لیے مجھے مدعو کرا دیں گے۔وہاں سے دعوت نامہ نہیں آیا۔میرا جانا رک گیا۔کسی تقریب کے بغیر ویزا ملنا مشکل ہے۔میں نے اپنی آپ بیتی پر ایک مضمون لکھ دیا ہے۔کتاب ہرگز نہ لکھوں گا۔میرے ایسے کوئی اکتسابات نہیں کہ ان پر کتاب لکھوں۔آج کل میں اردو کی ادبی تاریخوں کا تحقیقی جائزہ کے نام سے ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔کام کی رفتار سست ہے۔امید ہے آپ کا مزاج بخیر[بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۴]

۱۹/۲۵ اندرانگر

لکھنؤ-۲۲۶۰۱۶(ہندوستان)

فون ۳۸۲۶۳۰

۲۵/مارچ ۱۹۹۳ء

مجی! تسلیم۔

آج عید ہے۔آپ کو مبارک ہو۔میرا یہ رقعۂ تہنیت کل نکلے گا کیونکہ آج ڈاک خانے کی چھٹی ہے۔آپ کا ۱۴/مارچ کا کرم نامہ کل ملا۔میرے سامنے ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی [88] کی کتاب نذیر احمد، شخصیت اور کارنامے لکھنؤ ۱۹۷۴ء ہے۔اس کے ص ۱۸۵ پر وہ خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے توبۃ النصوح کا مطبع مفید عام آگرہ ۱۸۷۴ء کا ایڈیشن عظیم الشان صدیقی کے پاس دیکھا۔ڈاکٹر عظیم الشان صدیقی شعبۂ اردو، جامعۂ ملیّہ اسلامیہ، دہلی میں اردو کے استاد ہیں۔انھوں نے دہلی یونیورسٹی سے ''اردو ناولوں کا آغاز و ارتقا ۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی، ۱۹۷۰ء میں۔آپ ان سے رابطہ قائم کیجیے۔[89]

مجھے انجمن ترقی اردو پاکستان نے بابائے اردو لیکچر کے لیے مدعو کیا تھا۔میں نے ضخیم لیکچر،اردو کی ادبی تاریخوں کا جائزہ ۱۹۴۷ء تک لکھ کر بھیج دیا۔لیکچر کی تاریخ ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۲ء تھی۔ستمبر میں اپنے اور اہلیہ کے ویزے کی درخواست دی، نہ ملا۔میں پچھلے ہفتے دہلی گیا تھا۔پاکستان ہائی کمیشن میں پریس کے افسر جمیل صاحب سے مل کر اپنے پاسپورٹ واپس لے آیا۔ویزا نہ دینے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔مارچ کے اوائل میں ڈاکٹر محمد حسن [90] اور الہ آباد کے ڈاکٹر عقیل رضوی [91] پاکستان کے طویل ادبی دورے سے واپس آئے ہیں۔قدغن ہے تو مجھ جیسے غیر سیاسی آدمی پر۔ان کی مرضی! امید ہے آپ کا مزاج بخیر[بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۵]

۹/۲۵اندرانگر

لکھنؤ۔۲۲۶۰۱۶

ہندوستان

۱۵/دسمبر۱۹۹۶ء

محبی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب!تسلیم۔

آپ کا کرم نامہ ملا۔اس کی ابتدا میں ۱۵/اکتوبر۹۶ء کی تاریخ پڑی ہے،انتہا میں ۳/نومبر کی لیکن مجھے یہ دسمبر۹۶ء میں ملا۔بڑے بھائی مونس صاحب کی تعزیت کا شکریہ۔[۹۲] ہماری زبان کے ایڈیٹر خلیق انجم[۹۳] کے اصرار پر میں نے یہ مضمون لکھ کر بھیجا تھا۔

تحقیق کا فن کی آپ ضرور ورق گردانی کیجیے۔شاید آپ کو پسند آئے۔

میں نے اسلوب احمد صاحب[۹۴] کا خط بھیج دیا ہے۔آپ اس کے لیے معذرت خواہ کیوں ہیں؟آئندہ ہندوستان میں اگر پانسات [پانچ سات] خطوط بھی بھیجنے ہوں تو مجھے بھیج دیجیے۔میں انھیں لفافوں میں بند کر کے بھیج دوں گا۔امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر[بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۶]

۹/۲۵ اندرانگر،لکھنؤ(ہندوستان)۲۲۶۰۱۶ امریکہ کا پتا: 22356 West HARRISON Street

PORTERVILLE, California-93257 (U.S.A)

۳/دسمبر۱۹۹۷ء

محبّ مکرّم! تسلیم۔

پاکستان جنّت نشاں سے واپسی کے بعد مکروہاتِ نقلِ مکانی میں اس طرح پھنسا رہا کہ آپ کو آپ کی چشمِ لطف کے لیے شکریے کا خط بھی نہ لکھ سکا۔[۹۵] مصروفیت نے چھٹیاں لکھنے کی مہلتِ فرصت فراہم نہ ہونے دی۔ مجھے پاکستان اور اہلِ پاکستان بہت پسند آئے۔اردو والوں کے حسنِ سلوک نے میرا جی موہ لیا۔لاہور کے اساتذہ،طلبہ اور درس گاہیں کبھی میرے جذبات سے محو ہونے والی نہیں۔آپ حضرات سے ملاقات محض ایک دو لمحے کے لیے ہوئی۔سمندر سے پیاسے کو شبنم ملے تو تشفی تھوڑے ہوتی ہے۔جی چاہتا ہے کہ بہ شرطِ حیات ایک بار پھر آپ کے پاس آؤں۔آپ نے تاریخی ادارے اورینٹل کالج میں مجھ کم سواد کے لیے جیسا شاندار اجتماع کیا،اس کے لیے کالج اور شعبے کا تہہِ دل سے مشکور ہوں۔آپ نے لطفِ خاص الخاص سے کام لے کر میرے مستقر پر دو بار قدم رنجہ کیا۔یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اردو کے سب سے بڑے شاعر اقبال کا سب سے بڑا ادا شناس و ماہر(آپ) [کو]ابھی تک پروفیسری پر فائز نہیں کیا گیا۔ یہ پاکستان کے لیے شرم کی بات ہے۔ہندوستان میں متعدد ایسے معلّم جو آپ کی خاکِ پا بھی نہیں،پروفیسر بنے ہوئے ہیں۔معلوم نہیں آپ کے ساتھ کب انصاف ہوگا؟[۹۶]

آپ سے مل کر قلب و ذہن دونوں کو استراحت اور روشنی ملی۔ آپ کے خلوص نے مجھے بندۂ بے دام بنا دیا۔ میں ۲۲ر دسمبر کو امریکہ سدھار رہا ہوں۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

تحسین فراقی اور اورنگ زیب صاحب ۹۷ کو میرا سلام پہنچا دیجیے۔ فراقی بڑے شگفتہ ہیں، وہ فراقی نہیں وصالی ہیں۔

مخلص

گیان چند

[۲۷]

Phone: 949-559-6012 23 NEVADA

email: gianchand@aol.com IRVINE-CA.92606 (U.S.A.)

۵ر جنوری ۲۰۰۰ء

محبّ مکرم! تسلیم۔

تین چار دن پہلے آپ کے لیے ایک صاحب نے ای میل کا پیغام بھیجا۔ عجیب سا خط تھا، اس میں ایک جگہ یہ بھی لکھا تھا۔ may be forged میں یہ سمجھا کہ کوئی مذاق کر رہا ہے۔ جب اردو میں لکھا خط اسی کے سلسلے میں دیکھا تو اندازہ ہوا کہ پیغام آپ کی طرف سے ہے۔ شروع میں صرف ڈاکٹر ہاشمی دیکھ کر میں یہ سمجھا کہ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی ۹۸ مخاطب ہیں۔

میری اصل تاریخ ولادت ۱۹ر ستمبر ۱۹۲۳ء ہے، سرکاری کاغذات میں ۴ر فروری ۱۹۲۷ء ہے۔ معلوم نہیں آپ کو اس کی کیوں ضرورت پڑی؟ میرا ہائی اسکول سرٹیفکیٹ میں میرا نام Gian Chand Jain ہے۔ اردو میں میں نے جین لکھنا ترک کر دیا ہے کیونکہ یہ مذہب کا نام ہے، اسے Sur name بنانا مناسب نہ تھا۔ یہاں آرام سے گزر رہی ہے لیکن اردو کا ماحول نہیں، مشرق کی ملنساری نہیں۔ آسائش ہے لیکن جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں۔

پاکستان کے بارے میں یہی کہوں گا۔ ایک بار دیکھا ہے دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے۔ لاہور تو میں نے جیسے دیکھا ہی نہیں۔ کتب خانوں میں نہیں گیا۔ اہلِ ادب کے دولت خانوں میں جا کر ان کے نجی کتب خانے نہیں دیکھے مثلاً اکٹر معین الرحمٰن کے یہاں کیا کیا نوادر نہ ہوں گے۔ افسوس تو یہ ہے کہ پاکستان یا ہندوستان جانے کی اب کوئی امید نہیں۔ ساڑھے چھہتر سال کا ہونے کو ہوں۔ جسم کا توازن (Balance) بگڑ گیا ہے۔ وسط جنوری کے بعد Prostate کا آپریشن کرانا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر معین الرحمٰن اور دوسرے اصحاب کو میرا سلام کہہ دیجیے۔ آپ سب کو عید اور نیا سال مبارک ہو۔ میں نئی صدی نہ کہوں گا کیونکہ میرے نزدیک ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو بیسویں صدی ختم ہوگی۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔

مخلص

گیان چند

[۲۸]

Phone & Fax: 949-559-6012　　23 NEVADA
email: gianchand@aol.com　　IRVINE-CA.92606 (U.S.A.)

۲۴/ اگست ۲۰۰۰ء

محبّی ڈاکٹر رفیع الدین صاحب! تسلیم۔

ڈاکٹر خلیق انجم کی معرفت بھیجا ہوا آپ کا کرم نامہ ایک ہفتے پہلے ملا۔ میں قاضی عبدالودود پر ایک ضخیم کتاب لکھنے میں مستغرق ہوں۔ ۷۰۰ صفحوں کی ہوگی اور امید ہے میں آئندہ تین ہفتوں میں اسے پورا کرلوں گا۔ اس کی وجہ سے مجھے کوئی مضمون لکھنے میں تو تکلّف تھا لیکن آپ کی فرمائش کا تو احترام کرنا تھا۔ ایک مضمون بہ عجلت تیار کرکے بھیج رہا ہوں۔ رجسٹری نہیں کرا رہا۔ امید کرتا ہوں کہ آپ کو مل جائے گا۔ جیوں [جوں] ہی ملے اپنے دوست صاحب کی معرفت مجھے ای میل سے رسید بھیج دیجیے۔[۹۹]

حیرت ہے کہ آپ کو میرے مستقر کے بارے میں تذبذب تھا۔ میں اور اہلیہ شروع ۱۹۹۸ء میں امریکہ منتقل ہوگئے ہیں، گرین کارڈ لے کر۔ یہاں میں اپنے لڑکے کے ساتھ رہتا ہوں۔ یہاں سے دو سو میل کے فاصلے پر میری لڑکی اور داماد رہتے ہیں۔ ان سے اکثر ملنا اور فون پر بات کرنا ہوتا رہتا ہے۔ میرا ایک لڑکا بنکاک (تھائی لینڈ) میں ہے۔ ہندوستان میں کوئی نہیں، اس لیے منتقل ہوئے۔ میں اور میری بیوی بیماریوں کے تھیلے ہیں۔ ابھی ۳/ اگست کو میں نے ہرنیا کا آپریشن کرایا جو اس بیماری کا میرا چھٹا آپریشن ہے۔ ساتھ ہی مجھے Parkinson's Disease بھی ہوگیا ہے لیکن مجھے رعشہ نہیں۔ پاؤں کا توازن کمزور ہوگیا ہے اور چال سست ہوگئی ہے۔ میرے داماد ڈاکٹر ہیں، اس لیے علاج کی بہت سہولت ہے۔ میں ۷۷ سال کا بوڑھا ہوں۔ آپ مجھے اپنا مجموعہ بھیجیں تو کسی آتے جاتے کے ہاتھ بھیجیں۔[۱۰۰] ہوائی ڈاک نہایت مہنگی ہے۔ بحری ڈاک سے بھیجیں تو محصول کم ہوگا لیکن تین چار مہینے میں ملے گا۔

میں قاضی صاحب والی کتاب پوری کرکے اس کی تبییض کروں گا جس میں کوئی پانچ مہینے لگیں گے؛ اس کے بعد تین چار مہینوں میں اپنی کتاب اردو مثنوی شمالی ہند میں کو ترمیم و نظرِ ثانی کرکے نئے ایڈیشن کے لیے تیار کروں۔ اس کے بعد فرصت ہوگی۔ اگر مجھے مجلس ترقی ادب، لاہور سے مقالات شیرانی کا Set اور پنجاب میں اردو کا کوئی اچھا ایڈیشن مل جائے تو میں حافظ شیرانی مرحوم پر ایک کتابچہ لکھوں۔ وعدہ نہیں کرسکتا کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسا نہیں۔ ع　　سامان سو برس کے ہیں کل کی خبر نہیں
لیکن چونکہ سانس پر آس قائم ہے اس لیے مجلس ترقیِ ادب اگر مقالات حافظ محمود شیرانی کا Set مجھے بحری ڈاک سے بھیج دیں تو میں کچھ کروں گا۔[۱۰۱]

تحسین فراقی صاحب کی کتاب مشفق خواجہ نے بھیج دی۔ تحسین صاحب نے بڑا کام کیا اور بڑی جرأت دکھائی۔ ان کا مؤقف صحیح دکھائی دیتا ہے۔[۱۰۲]

یہاں مجھے اور سب آرام ہے لیکن اردو دنیا سے کٹ گیا ہوں۔ امریکہ میں شاعر ہیں لیکن کوئی محقق یا نقاد نہیں۔ میری یہ کیفیت ہے:

بلبل ہوں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر

صرف تصنیف و تالیف کے سہارے وقت کاٹتا ہوں۔

آپ جیسے عالم اور مشفق سے ملنے کی طرح ملنا نہیں ہوا۔افسوس کہ اس کی امید بھی نہیں۔لیکن یہ تو امید ہے کہ آپ بخیر[بہ خیر] ہوں گے۔

مخلص

گیان چند

[۲۹]

23 Nevada
IRVINE - CA - 92606 - 1764
(USA)

Phone: 949-559-6012
email: gianchand@aol.com

۱۱رنومبر ۲۰۰۰ء

محبّی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب! تسلیم۔

میں نے رضا لائبریری رام پور[۱۰۲] کے ڈائریکٹر کو نسخۂ لاہور کے روٹوگراف کے تعلق سے کچھ وضاحتیں چاہی تھیں۔ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی کو بلا کران کی مدد لے لیں۔ظہیر علی صدیقی اردو کے پی ایچ ڈی ہیں۔پرسوں ظہیر صدیقی کا جواب آیا،جس میں نسخۂ لاہور کے روٹوگراف کو دیکھ کر یہ معلومات دی ہیں:

۱۔ نسخۂ خواجہ[۱۰۳] کے ص ۲۲ کی تلی کی مہر میں روٹوگراف میں مہر ہے جس پر Accession No. 6812 تحریر ہے۔

۲۔ نسخۂ خواجہ کے آخری ص ۱۲۷ فتح دین والے پر مہر میں تحریر ہے:

نواب یونیورسٹی لائبریری،عربک سیکشن 6812

ظہیر نے جسے نواب پڑھ لیا ہے،وہ دراصل پنجاب ہوگا۔

۳۔ روٹوگراف میں آخر کے صفحے (نسخۂ خواجہ کا ص ۱۲۳) پر عنوان خاتمہ ہے اور ساری عبارت بالکل وہی ہے جو مطبوعہ نسخۂ خواجہ میں ہے۔ قاضی عبدالودود نقل کرنے میں غلطی کر گئے۔[۱۰۴]

۴۔ نسخۂ خواجہ کے ص ۱۱ والے مصرع کی ردیف ہونا ہی ہے،روگا نہیں

جوہرآئینہ بھی چاہی ہی مژگاں ہونا

۵۔ ورق ۲۴ (نسخۂ خواجہ ص ۵۰) پر تین شعروں کی غزل روٹوگراف میں ہے

دونوں جہان..................تکرار کیا کریں

اب آپ یونیورسٹی لائبریری میں Accession No. 6812 کی کتاب کا پتا لگایئے۔یہ کیا وجہ ہے کہ یہ اردو کے بجائے عربک سیکشن میں چڑھائی گئی۔

میرے پاس تحسین کی کتاب دیوانِ غالب نسخۂ خواجہ اصل حقائق اور معین الرحمٰن کی نسخۂ خواجہ صحیح صورتِ حال ہیں۔میں نے سب کتابوں کو بہت باریکی سے پڑھا ہے۔ان پر مضمون لکھ کر ہندوستان میں شائع کرا دینا چاہتا

ہوں۔[105] مجھے ابھی تک قدرت نقوی[106] کی کتاب مالِ مسروقہ نہیں ملی۔[107] مشفق خواجہ کو فون کر کے معلوم کروں گا۔

آپ اپنا دولت خانے کا پتا اور وہاں کا فون نمبر لکھ بھیجیے۔ تحسین فراقی شعبۂ اردو میں ہیں یا فارسی میں؟ میں ان کی کسی کتاب کے نام سے واقف نہیں۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوں گا۔

مخلص

گیان چند

[۳۰]

فون: 949-559-6012

Gian Chand Jain

ای میل: gian chand@aol.com

23 Nevada, IRVINE-CA-92606-1764,USA

۱۲/اپریل ۲۰۰۱ء

محبی ڈاکٹر رفیع الدین صاحب! تسلیم۔

آپ کے ۱۵/مارچ کے کرم نامے کا جواب بہت دیر سے دے رہا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ قاضی عبدالودود پر ایک کتاب کو مکمل کرنے میں مستغرق تھا۔ اب اس کا مبیضہ بھی مکمل کر لیا۔ قاضی صاحب کے مضامین کی فہرست بطور ضمیمہ اور اپنی کتابیات تیار کرنی باقی ہے۔ کتاب ۱۱۰۰ صفحات کی ہوگی۔ اس ماہ کے آخر تک ناشرین کو بھیج دوں گا۔[108]

مجھے آپ کا مجموعہ تفہیم و تجزیہ[109] نہیں ملا۔ ڈاکٹر ممتاز احمد کو چٹھی بھی لکھی۔ ایک شام فون کیا تو کسی نے بتایا کہ وہ ایک گھنٹے بعد ملیں گے۔ میں نے آپ کا حوالہ بھی دیا۔ سوچا کہ چٹھی کا جواب دیں گے لیکن انھوں نے نہیں دیا۔

میں نے ہماری زبان[110] کے لیے اپنے مضمون میں شمول کے لیے ایک صفحہ قدرت نقوی مرحوم کے کتابچے نسخہ مسروقہ کے بارے میں بھی لکھا تھا۔ معلوم نہیں وہ شامل ہوا کہ نہیں؟ میرے پاس تو ہماری زبان آتا نہیں۔ کراچی میں میرا مکمّل مضمون مشفق خواجہ رسالہ مکالمہ[111] میں شائع کرا رہے ہیں۔

تحسین فراقی صاحب کو میرا سلامِ شوق پہنچا دیجیے۔

میں اور اہلیہ بشرطِ حیات آئندہ ستمبر اکتوبر میں ہندوستان جائیں گے۔ سفر براہِ یورپ کریں گے اور راستے میں چار دن کے لیے کراچی میں سفر Break کریں گے۔ جمیل جالبی صاحب کے یہاں قیام ہوگا۔ لاہور نہیں آسکتے کیونکہ سفر میں صرف ایک ہی جگہ درمیان میں ٹھہر سکتے ہیں۔ یوں بھی میں لاہور آ کر معین الرحمٰن صاحب سے دو بدو نہیں ہونا چاہتا۔

ضروری بات تو رہ ہی گئی۔ میں نے آپ کی فرمائش پر حافظ شیرانی مرحوم پر دس صفحوں کا مضمون لکھ کر آپ کو بھیجا تھا۔ اس کی پہنچ کا پتا نہ چلا۔ اگر سوئے اتفاق سے نہ ملا ہو تو اس کی نقل مشفق خواجہ کے پاس ہے۔ ان سے لے لیجیے۔ مجھے اس مضمون کی رسید کے بارے میں email سے مطلّع کیجیے۔[112]

امید ہے آپ کا مزاج بخیر [بہ خیر] ہوگا۔ یہ letter head اور اس سے بڑے سائز کے پیڈ علی گڑھ سے مختار الدین احمد[113] نے

مجھ سے پوچھے بغیر بھیج دیے۔ سڑک کا نام اور شہر کا نام ملا کر لکھ دیا۔

مخلص

گیان چند

حواشی و تعلیقات

۱۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کئی دوسرے کثیر المراسلت اصحابِ علم کی طرح، کسی ایک دوست کے ملفوف میں دوسرے دوستوں کے نام لکھے گئے خطوط بھی بھیج دیتے تھے اور انھیں تاکید کر دیتے کہ وہ متعلقہ افراد کو ڈاک کے ذریعے سے یہ خط بھیج دیں۔ یوں کفایت کے ساتھ ساتھ خط کی گم شدگی کے امکانات بھی کم ہو جاتے ہیں۔ ''مقامی کرم نامہ'' سے مراد یہ ہے کہ ہاشمی صاحب نے یہ خط حیدر آباد دکن سے پوسٹ کیا کیوں کہ وہ ان دنوں وہاں ایک عالمی اقبال سیمی نار میں شریک تھے۔

۲۔ یہ عالمی اقبال سیمی نار اقبال اکیڈمی حیدر آباد دکن کے زیرِ اہتمام ۱۸ تا ۲۲/ اپریل ۱۹۸۶ء میں منعقد ہوا۔ پاکستان سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے علاوہ ڈاکٹر معین الدین عقیل، محمد احمد خان اور معروف سیرت نگار سیّد مصباح الدین شکیل نے شرکت کی۔ اس سیمی نار کی روداد ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''اقبال پر ایک یادگار عالمی اجتماع'' کے عنوان سے لکھی جو اقبالیات، لاہور کے شمارہ جولائی ۱۹۸۶ء، ماہ نامہ سب رس، کراچی کے شمارہ نومبر ۱۹۸۶ء اور روز نامہ نوائے وقت، لاہور کی ۹/ نومبر ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر گیان چند اس پانچ روزہ سیمی نار کی صرف ایک نشست میں شریک ہوئے اور اپنا مقالہ پڑھا۔

۳۔ معروف شاعر، نقاد اور مترجم۔ یکم جولائی ۱۹۱۹ء [تاریخ پیدائش بعض جگہ ۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۲ء بھی ملتی ہے۔] میں پیدا ہوئے۔ انگریزی ادبیات میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ انگریزی اور اُردو میں کئی کتابیں لکھیں۔ اُردو کتابوں میں حسنِ کلام [علمِ عروض اور حسنِ خطابت پر ـــــ ۱۹۳۶ء]، حدیثِ دل [مجموعۂ شعر ـــــ ۱۹۶۱ء]، آسامیہ شعر و ادب [آسامی ادب ـــــ ۱۹۷۷ء] اور تنقید و تجزیہ [مضامین] شامل ہیں۔ تاراچرن رستوگی ۲۵/ فروری ۱۹۹۷ء کو آن جہانی ہوئے۔

۴۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کا شش ماہی اُردو جریدہ۔

۵۔ اُردو کا عہد ساز ادبی رسالہ۔ محمد طفیل نے ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری کیا۔ ابتدا میں احمد ندیم قاسمی، ہاجرہ مسرور اور سیّد وقار عظیم کے زیرِ ادارت شائع ہوتا رہا۔ شمارہ ۱۹ سے محمد طفیل نے اس کی ادارت سنبھالی اور چند سالوں میں اس کا شمار اُردو کے اہم ادبی رسائل میں ہونے لگا۔ نقوش کے خاص نمبر اپنی نظیر آپ ہیں۔

۶۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اپنے مضمون ''حیات نامۂ اقبال'' مشمولہ نقوش اقبال نمبر بابت ستمبر ۱۹۷۷ء میں اقبال کی پہلی مطبوعہ غزل زبان دہلی کے نومبر ۱۸۹۲ء کے شمارے میں شائع غزل کو قرار دیا۔ ہاشمی صاحب نے ڈاکٹر گیان چند کی توجہ دلانے پر اپنی اس

غلطی کو تسلیم کیا۔ اقبال کی پہلی مطبوعہ غزل زبان دہلی کے ستمبر ۱۸۹۳ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔

۷۔ ڈاکٹر گیان چند اور ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی یہ متوقع ملاقات لاہور میں ۱۹۹۷ء میں اس وقت ہوئی جب گیان چند پاکستان کے علمی دورے پر آئے۔ یہ ان دونوں کے درمیان دوسری اور آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

۸۔ نامور محقق، شاعر اور کالم نگار۔ اصل نام عبدالحئی۔ ۱۹؍دسمبر ۱۹۳۵ء کو خواجہ عبدالوحید کے گھر پیدا ہوئے۔ کم عمری میں کراچی چلے گئے جہاں ساری عمر گزار دی۔ ۱۹۵۸ء میں کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کا امتحان پاس کیا۔ انجمن ترقیِ اُردو میں بابائے اُردو کے دستِ راست رہے۔ ۱۹۹۴ء میں ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان نے تمغا برائے حسنِ کارکردگی پیش کیا۔ ۲۱؍فروری ۲۰۰۵ء کو انتقال ہوا۔ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: ادبیات (مجموعۂ شعر)، اقبال از احمد دین (تدوین)، جائزۂ مخطوطاتِ اُردو (تحقیق)، غالب اور صفیر بلگرامی (تحقیق)، تحقیق نامہ (مجموعۂ مقالات)، کلیّاتِ یگانہ (تدوین)، سخن در سخن (کالم مرتبہ مظفر علی سیّد)، خامہ بگوش کے قلم سے (کالم مرتبہ مظفر علی سیّد)، سخن ہائے ناگفتنی (کالم مرتبہ مظفر علی سیّد) سخن ہائے گسترانہ (کالم مرتبہ ڈاکٹر انور سدید) سن تو سہی (کالم مرتبہ ڈاکٹر انور سدید و خواجہ عبدالرحمن طارق)۔

۹۔ گیان چند کا یہ مضمون اورینٹل کالج میگزین بابت ۱۹۸۶ء میں اشاعت پذیر ہوا۔

۱۰۔ معروف علمی و ادبی رسالہ۔ سب رس حیدرآباد دکن سے جنوری ۱۹۳۸ء میں ادارۂ ادبیاتِ اُردو کے زیرِ اہتمام جاری ہوا۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زوراس کے نگران اور خواجہ حمید الدین شاہدؔ اس کے عملۂ ادارت کے رُکن تھے۔ خواجہ حمید الدین شاہدؔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی چلے آئے تو یہاں اُنھوں نے ادارہ ایوانِ اُردو قائم کیا اور ملازمت سے سبک دوشی کے بعد ۱۹۷۵ء میں سب رس کا اجرا کیا۔ ان کی زندگی میں یہ رسالہ باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ سب رس کے خاص شماروں میں ''یادِ رفتگاں نمبر''، ''اقبال نمبر'' اور ''ممتاز حسن نمبر'' یادگار ہیں۔

۱۱۔ پاکستان میں اس کتاب کی پہلی عکسی اشاعت کا اہتمام ۲۰۰۴ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے کیا۔

۱۲۔ ہاشمی صاحب کا یہ مضمون مجلّہ تحقیق، اورینٹل کالج، لاہور بابت: ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔ ص ۳۱ تا ۴۲۔

۱۳۔ یہ ڈاکٹر ہاشمی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو ۱۹۸۱ء میں پنجاب یونی ورسٹی، لاہور میں ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں لکھا گیا۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے اس کا پہلا ایڈیشن ۹؍نومبر ۱۹۸۲ء کو شائع کیا۔

۱۴۔ ڈاکٹر گیان چند کا مجموعۂ مضامین۔

۱۵۔ ڈاکٹر گیان چند کے مضامین اور تبصروں کا مجموعہ۔

۱۶۔ تحقیق کا فن ۱۹۹۴ء میں مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد سے شائع ہوئی۔

۱۷۔ ہندوستان کے کتاب دوست اور ادیب نواز دانش ور۔ حیدرآباد دکن میں اُردو ریسرچ سنٹر کے ناظم۔ بعد میں انھوں نے یہ سنٹر کلکتہ میں منتقل کر لیا۔

۱۸۔ دیکھیے حاشیہ نمبر:۶

۱۹۔ ہاشمی صاحب کے مضمون ''بالِ جبریل کا متروک کلام'' کی طرف اشارہ ہے۔

۲۰۔ اقبال اکادمی پاکستان وفاقی حکومت کا ایک علمی ادارہ ہے جو ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قائم ہوا۔ اولاً اس کا مرکزی دفتر کراچی میں تھا جو بعد میں لاہور میں منتقل ہوا۔

۲۱۔ حلقۂ ادبِ اسلامی کا ترجمان اور نقیب سہ ماہی علمی و ادبی جریدہ۔ لاہور سے ۱۹۶۳ء میں ماہ نامے کے طور پر جاری ہوا۔ نعیم صدیقی اس کے بانی مدیر تھے۔ موجودہ مدیر حفیظ الرحمٰن احسن ہیں۔ سیّارہ نے کئی خاص اشاعتیں جیسے: اقبال نمبر، عبدالعزیز خالد نمبر وغیرہ شائع کیں جو حوالے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

۲۲۔ مراد: ابتدائی کلامِ اقبال بہ ترتیبِ ماہ وسال۔

۲۳۔ دکن میں اُردو نثر کے بنیاد گزار صوفی، شاعر اور مترجم۔ پیدائش: ۸۷۰ھ وفات: ۹۰۲ھ۔ خوش نامہ، خوش نغز، شرح مرغوب القلوب، جل ترنگ، گل باس، سب رس، شہادت التحقیق کے مصنف اور مترجم۔

۲۴۔ محقق، نقاد، شاعر اور اردو ادبیات کے استاد۔ اصل نام منظور اختر۔ ۷۔ ستمبر ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں ''عبدالماجد دریابادی: احوال وآثار'' کے موضوع پر مقالہ لکھ کر جامعۂ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تین سال تہران یونی ورسٹی میں مہمان استاد کی حیثیت سے پڑھایا۔ آج کل اورینٹل کالج، لاہور کے شعبۂ اُردو کے سربراہ ہیں۔ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: جستجو (مضامین)، عجائباتِ فرنگ (تدوین)، عبدالماجد دریا بادی: احوال وآثار (تحقیق)، نقدِ اقبال: حیاتِ اقبال میں، اقبال: چند نئے مباحث (تحقیق وتنقید)، مطالعۂ بیدل فکرِ برگساں کی روشنی میں، جہاتِ اقبال (مجموعۂ مضامین)، معاصر اُردو ادب (تنقید)، نقشِ اوّل (مجموعۂ شاعری)۔

۲۵۔ یہ مضمون بعد میں فراقی صاحب کے مجموعۂ مضامین جہاتِ اقبال میں شامل ہوا۔ یہ مجموعۂ مضامین بزمِ اقبال، لاہور نے نومبر ۱۹۹۳ء میں شائع کیا۔

۲۶۔ ڈاکٹر ہاشمی کے دوست، رفیع الدین فاروقی جو جامعۂ عثمانیہ میں ایم فل علومِ اسلامیہ کے طالب علم تھے۔

۲۷۔ ہندوستان کا ایک قدیم مذہب۔ وردھمان مہاویر [م ۴۷۷ق م] نے پانچویں صدی قبل مسیح میں اس کی داغ بیل ڈالی۔ اس مذہب کے پیروکار توحید کے قائل نہیں۔ ذات پات اور ویدوں کو نہیں مانتے۔ نروان حاصل کرنا ان کا آدرش اور مقصدِ حیات ہے۔ چھنا ہوا پانی پیتے اور گوشت سے مکمل پرہیز کرتے ہیں۔ ہاشمی صاحب نے اپنے خط میں ان سے دریافت کیا تھا کہ آپ کے نام کے ساتھ ''جین'' لکھا جاتا ہے تو کیا آپ جین مت کے پیروکار ہیں؟

۲۸۔ نامور محقق اور مدوّن۔ پ: ۸/مئی ۱۸۹۶ء م: ۲۵/جنوری ۱۹۸۵ء [پٹنہ]۔

۲۹۔ معروف محقق، نقاد اور تدوین کار: پ: ۲۵/دسمبر ۱۹۲۵ء [شاہ جہان پور] م: ۲۶/فروری ۲۰۰۶ء [شاہ جہان پور]۔

۳۰۔ معروف محقق، نقاد اور مترجم۔ ۱۲؍جون ۱۹۲۹ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی نگرانی میں سندھ یونی ورسٹی جام شورو سے پی ایچ ڈی اور ۱۹۷۳ء میں ڈی لٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اہم کتابیں: ایلیٹ کے مضامین [ترجمہ]، پاکستانی کلچر--- قومی کلچر کی تشکیل کا مسئلہ، تنقید اور تجربہ (مضامین)، دیوانِ حسن شوقی (تدوین)، قدیم اُردو کی لغت، کدم راؤ پدم راؤ (تدوین)، تاریخِ ادبِ اُردو (جلد اوّل، دوم، سوم)، ارسطو سے ایلیٹ تک، محمد تقی میر، نئی تنقید (مضامین)، ادب، کلچر اور مسائل، کلیاتِ میرا جی (تدوین)، ن م راشد -- ایک مطالعہ، ادبی تحقیق (مضامین)۔ جالبی صاحب اس زمانے میں مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین تھے۔ گیان چند کی کتاب تحقیق کا فن ان دنوں زیرِ اشاعت تھی۔

۳۱۔ انجمنِ ترقی اُردو پاکستان، کراچی۔

۳۲۔ ڈاکٹر گیان چند کا یہ مضمون اورینٹل کالج میگزین، اقبال نمبر بابت: ۱۹۸۹ء جلد ۶۸، شمارہ ۱۲ میں شائع ہوا۔

۳۳۔ اورینٹل کالج، لاہور کا علومِ شرقیہ کی تحقیق کا معروف جریدہ۔ اس کا اجرا ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع اس کے پہلے مدیر تھے۔ اوّل اوّل اس جریدے کا وقفۂ اشاعت چار ماہ تھا یعنی سال میں اس کے تین شمارے شائع ہوتے تھے۔ مولوی محمد شفیع کے بعد شیخ محمد اقبال، برکت علی قریشی، ایم عباس شوستری، ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر سیّد محمد اکرم، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اور ڈاکٹر محمد اکرام چودھری اس علمی جریدے کے مدیر رہے۔ موجودہ مدیر ڈاکٹر مظہر معین ہیں۔ اس جریدے نے عربی، فارسی، اُردو، پنجابی، سنسکرت اور ہندی ادب کے نادر شہ پاروں کو متعارف کرایا اور تحقیق کی روایت کو ثروت مند کرنے میں فعال کردار ادا کیا۔

۳۴۔ معروف نقاد، استادِ ادبیاتِ اردو، ادیب اور مترجم۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو الہٰ آباد میں پیدا ہوئے۔ الہٰ آباد یونی ورسٹی سے اُردو ادبیات میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ آج کل (دہلی) ماہِ نو (کراچی) اور نقوش (لاہور) کے مدیر رہے۔ اورینٹل کالج کے شعبۂ اُردو کے استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۷۶ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ چند کتابوں کے نام یہ ہیں: فنِ افسانہ نگاری (۱۹۵۰ء)، ہمارے افسانے (۱۹۵۰)، باغ و بہار اور اس کا مصنّف (۱۹۵۲ء)، آغا حشر اور ان کے ڈرامے (۱۹۵۴ء)، ہماری داستانیں (۱۹۵۶ء)، نیا افسانہ (۱۹۵۷ء)، داستان سے افسانے تک (۱۹۵۹ء)، اقبال شاعر اور فلسفی (۱۹۶۸ء)، اقبالیات کا تنقیدی مطالعہ، قصص الحمرا، شرح اندر سبھا اور جمہوری نصب العین۔

۳۵۔ شاعر، نقاد، مترجم اور استاد۔ سیّد علی سجاد عقیل اعظمی کے گھر ۴؍اکتوبر ۱۹۲۸ء کو چمانواں ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے انگریزی اور پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کے ڈگریاں حاصل کیں۔ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور میں انگریزی کے استاد اور اورینٹل کالج میں اُردو کے استاد رہے۔ ۱۳؍اگست ۱۹۹۲ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ معروف کتابوں میں

تیشۂ لفظ (شاعری)،جوئے معانی (شاعری)،مغرب کے تنقیدی اصول ،تہذیب وتخلیق (تنقید)، داستانِ مغلیہ (ترجمہ)اور افتادگانِ خاک (ترجمہ)شامل ہیں۔

۳۶۔ معروف شاعر،صحافی،براڈ کاسٹر۔اصل نام عبدالحمید تھا۔۴؍فروری ۱۹۲۵ءکو الہٰ آباد میں پیدا ہوئے۔انجمن فیض الاسلام،فیض آباد، راولپنڈی سے ایک طویل عرصہ وابستہ رہے۔انجمن کے رسالے فیـض الاسـلام کے مدیر بھی رہے۔۲۷؍مارچ ۲۰۰۸ءکو انتقال کیا اور اسلام آباد میں دفن ہوئے۔کئی کتابیں لکھیں جن میں ولائے رسولؐ (مجموعۂ نعت)۲۰۰۲ء،بادۂ خیّام (منتخب رباعیات کا ترجمہ)۲۰۰۳ء، تذکرۂ نعت گویانِ راولپنڈی/ اسلام آباد (تذکرہ)۲۰۰۳ءاور روشنی اور سائے (مجموعۂ شعر)۲۰۰۴ءاشاعت آشنا ہوئیں۔

۳۷۔ مرغوب ایجنسی لاہور کا ایک طباعتی ادارہ تھا۔اس ادارے کے زیرِ اہتمام اقبال کی نظمیں کتابچوں کی صورت میں شائع ہوئیں۔اقبال کے دورِ اوّل کی معروف نظم ’’ترانۂ ہندی‘‘ بھی مرغوب ایجنسی لاہور نے شائع کی تھی جس کا تراشا ہاشمی صاحب نے ڈاکٹر گیان چند کو بھیجا تھا۔

۳۸۔ معروف محقق،مدوّن اور اُردو ادبیات کے استاد۔۱۳؍اکتوبر ۱۹۲۹ء میں سری نگر کشمیر میں پیدا ہوئے۔والد کا نام محمد جعفر ہے۔پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ (اُردو) کی ڈگریاں حاصل کیں۔امر سنگھ کالج،سری نگر سے تدریس کا آغاز کیا۔مختلف اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔آخر کار سنٹرل یونی ورسٹی،حیدر آباد دکن سے سبک دوش ہوئے۔چند معروف کتابوں کے نام یہ ہیں:میـــــر انیس بحیثیت رزمیہ شاعر،تحقیقی جائزے، تحقیقی نوادر،دیوانِ نامی،مقالاتِ حیدری، تذکرۂ شعرائے ہندی، تحقیق وانتقاد،باقیاتِ انیس،دیوانِ میر اور انتخابِ مراثیِ دبیر۔

۳۹۔ اُردو کا معروف ادبی رسالہ۔اس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۰۱ءکو شیخ عبدالقادر کی ادارت میں شائع ہوا۔مـخـزن کے ابتدائی مدیرِ معاون شیخ محمد اکرام تھے۔رسالہ دو سال کے لیے دہلی سے بھی شائع ہوتا رہا۔دہلی میں معاون مدیر علامہ راشد الخیری تھے۔۱۹۱۰ء میں مولوی غلام رسول کے ہاتھوں اسے فروخت کر دیا گیا۔مولانا تاجور نجیب آبادی اور ہری چند اختر بھی اس کے معاون مدیر رہے جب کہ حفیظ جالندھری اس کے مدیر رہے۔اس رسالے کو آغاز سے ہی بلند مرتبہ لکھنے والوں جیسے:مولانا حالی،مولانا شبلی،علامہ اقبال،غلام بھیک نیرنگ،ابوالکلام آزاد،مولانا محمد علی جوہر،یاس یگانہ چنگیزی،حافظ محمود شیرانی،محمد حسین آزاد،راشد الخیری،حسرت موہانی،آغا حشر کاشمیری،چکبست،سجاد حیدر یلدرم،ریاض خیر آبادی جیسے نام ور اور بلند پایہ اہلِ قلم کا بھرپور قلمی تعاون حاصل رہا۔

۴۰۔ بیسویں صدی کا ایک معروف ادبی وسیاسی رسالہ۔اسے مولانا حسرت موہانی نے ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ سے جاری کیا۔اس میں بیک وقت سیاسی اور ادبی مضامین شائع ہوتے۔اگست ۱۹۰۸ء میں مولانا نظر بند ہوئے تو رسالہ بھی جاری نہ رہ سکا۔دوبارہ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں جاری ہوا اور ۱۹۱۳ءتک مسلسل شائع ہوتا رہا۔۱۹۱۳ء میں بند ہوا۔تیسری بار اس کا اجرا ۱۹۲۵ء میں ہوا۔اب اس میں مختلف دواوین اور کتابیں شائع کی جانے لگیں۔اس رسالے کے ذریعے مولانا حسرت موہانی نے اُردو زبان وادب کی بہت خدمت کی اور لوگوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کا اہتمام بھی کیا۔

۴۱۔ معروف شاعر، کالم نگار، سفرنامہ نگار اور دانش ور۔ ۲۰؍جنوری ۱۹۲۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دہلی سے حاصل کی۔ ۱۹۴۶ء میں کراچی یونی ورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں وزارتِ تجارت میں بہ طور اسسٹنٹ ملازم ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں سی ایس ایس کے بعد انکم ٹیکس آفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں نیشنل بنک آف پاکستان سے وابستہ ہوئے۔ سینیر ایگزیکٹو بورڈ کے عہدے پر ترقی پا کر پاکستان بینکنگ کونسل میں پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ ایڈوائزر مقرر ہوئے۔ اہم کتابوں میں: غزلیں دوہے گیت (۱۹۵۸ء)، جیوے جیوے پاکستان (۱۹۷۴ء)، لاحاصل (۱۹۷۴ء)، دنیا مرے آگے (۱۹۷۵ء)، تماشا مرے آگے (۱۹۷۵ء)، صدا کر چلے (۱۹۸۵ء) اور حرفے چند (۱۹۸۸ء)۔

۴۲۔ ان دنوں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اورینٹل کالج، لاہور کے پرنسپل تھے۔

۴۳۔ نام ور محقق، نقاد اور استاد۔ ۱۴؍فروری ۱۹۲۵ء کو میاں والی میں پیدا ہوئے۔ ایم اے فارسی، ایم اے تاریخ، پی ایچ ڈی فارسی اور ڈی لٹ اُردو کی ڈگریاں حاصل کیں۔ کئی کالجوں میں تاریخ فارسی، پنجابی اور اُردو کے استاد رہے۔ جامعۂ پنجاب میں پروفیسر، صدرِ شعبۂ اُردو و پنجابی، غالب پروفیسر، اورینٹل کالج کے پرنسپل اور ڈین فیکلٹی آف اسلامک اور ینٹل لرننگ رہے۔ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین، اقبال اکادمی کے ناظم، بزمِ اقبال کے معتمدِ اعزازی اور مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، کے ناظم رہے۔ ۱۹۹۳ء میں انھیں تمغائے حسنِ کارکردگی سے نوازا گیا۔ صحیفہ، اورینٹل کالج میگزین، اقبال، اخبارِ اُردو، اقبال ریویو، اقبالیات اور مخزن کے مدیر رہے۔ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۰۹ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: اُردو نثر کے میلانات، اقبال اور پاکستانی قومیت، اساسیاتِ اقبال، جدیدیت کی تلاش میں، شبلی کی حیاتِ معاشقہ، مثنویاتِ میر حسن، میر حسن اور ان کا زمانہ، پاکستان کی نظریاتی بنیادیں، مطالعۂ حالی، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ، اُردو کا بہترین انشائی ادب، تنقیدی مطالعے، نقدِ جاں، الواح اور قائدِ اعظم اور تحریکِ پاکستان۔

۴۴۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کی صدر نشینی کے زمانے میں کتابیاتِ مشاہیرِ اُردو کی اشاعت کا منصوبہ بنا اور اس کے تحت کئی کتابچے شائع ہوئے۔ ڈاکٹر گیان چند جین کی کتابیات کی ترتیب و جمع آوری ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور خاور جمیل نے کی۔ ۳۶ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد نے ۱۹۹۱ء میں شائع کیا۔

۴۵۔ شاعر، صحافی اور ادیب۔ خواجہ شجاع الدین کے گھر ۴؍اکتوبر ۱۹۱۹ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اُردو کرنے کے بعد ادارۂ ادبیاتِ اُردو حیدر آباد دکن میں ڈاکٹر سیّد محی الدین قادری زورؔ کے دستِ راست رہے اور رسالہ سب رس کے مدیر۔ اُردو سٹی کالج اور جامعہ عثمانیہ میں استاد بھی رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ یہاں ترقیِ اُردو بورڈ کے رکن رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد کراچی سے سب رس کا اجرا کیا اور وفات (۲۰۰۱ء) تک تسلسل کے ساتھ شائع کیا۔ ان کی اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: سرگذشتِ ادارۂ ادبیاتِ اُردو، شمس الامرا کے سائنسی کارنامے، ارمغانِ امجد، یادگارِ ماضی، حیدر آباد کے شاعر اور رسالۂ محمود و خوش دل۔

۴۶۔ نام ور ادیب اور مسلم مفکر۔ ۲۵ر ستمبر ۱۹۰۳ء کو احمد حسن کے گھر حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد صحافت کا پیشہ اختیار کیا۔ مدینہ۔ بجنور، تاج۔ جبل پور، الجمعیت۔ دہلی اور مسلم کے مدیر رہے۔ ۱۹۳۲ء میں حیدر آباد سے ترجمان القرآن کا اجرا کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی کی بنیاد رکھی۔ ۲۲ر ستمبر ۱۹۷۹ء میں امریکا میں انتقال ہوا۔ بیسیوں کتابیں لکھیں جن میں تفہیم القرآن (تفسیر، ۶ جلدیں)، سیرتِ سرورِ عالمؐ، الجہاد فی الاسلام، خطبات، تفہیمات، تنقیہات، اسلام اور جدید معاشی نظریات، اسلامی ریاست، خلافت و ملوکیت، تعلیمات اور سنت کی آئینی حیثیت شامل ہیں۔

۴۷۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی کتاب ۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب :ایک جائزہ مراد ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۸ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی تھی۔

۴۸۔ ڈاکٹر گیان چند کی یہ مختصر کتاب پہلے اُردو ادب دہلی کے دسمبر ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی پھر دہلی سے کتابی صورت میں بھی چھپی۔ پاکستان میں یہ کتابچہ نومبر ۱۹۹۱ء میں مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ یہ کتابچہ روایتی عروض کی پیچیدگی اور ثقالت کو کم کرنے کی غرض سے لکھا گیا اور بہ قولِ مؤلف اس میں ایسا آسان عروض پیش کیا گیا ہے جو مبتدیانِ شعر کے لیے فائدہ مند ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے معروف بحور اور مستعمل اوزان پر گفتگو کی ہے اور ہندی اوزان کے اشتراک سے نیا عروض وضع کرنے کی طرف ایک قدم بڑھایا ہے۔ ان کے اخلاص اور دیانتِ علمی کے باوجود رسالہ مبتدیوں کے لیے گمراہ کن ہے اور نئے علم الاوزان کے پھیر میں پرانے عروض سے دور کرنے کی ایک کوشش ہے۔

۴۹۔ ڈاکٹر صاحب اپنے اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے اور اس کے بعد بھی اُردو میں دو کتابیں لکھیں: ۱۔ ایک بھاشا، دو لکھاوٹ، دو ادب ۲۔ قاضی عبدالودود بحیثیت مرتبِ متن دونوں کتابیں بازارِ ادب میں متنازع قرار پائیں۔ بالخصوص اول الذکر کتاب کے خلاف اُردو دُنیا نے شدید ردِ عمل کا اظہار کیا۔ ثانی الذکر کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے قاضی عبدالودود کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ان پر بھی گرفت کی گئی اور ان کے اس کام کو متعصبانہ قرار دیا گیا۔

۵۰۔ نام ور محقق، ادیب اور استاد۔ رشید حسن خاں انھیں تحقیق کا معلمِ اوّل قرار دیتے ہیں۔ پ: ۱۸۸۰ء م: ۱۹۴۶ء۔

۵۱۔ حافظ محمود شیرانی کی معرکہ آرا کتاب، جس میں انھوں نے پہلی بار ٹھوس شواہد اور دلائل کے ساتھ اُردو اور پنجاب کے تعلق کو واضح کیا۔ پنجاب میں اُردو صحیح معنوں میں اُردو میں تحقیق کی پہلی کتاب ہے۔

۵۲۔ حافظ محمود شیرانی کے گراں ارز تحقیقی مقالات جنھیں ان کے لائق اور محنتی پوتے ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے دس جلدوں میں مرتب کیا۔ یہ تمام جلدیں مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور نے شائع کیں۔

۵۳۔ معروف محقق، نقاد اور ادیب۔ پ: ۱۸۹۳ء م: ۱۹۷۵ء۔ سابق صدرِ شعبۂ اُردو و فارسی لکھنؤ یونی ورسٹی۔ چند تصانیف و تالیفات: اُردو ڈراما اور اسٹیج، دیوانِ فائز، مجالسِ رنگیں، آبِ حیات کا تنقیدی مطالعہ، متفرقاتِ غالب، تذکرۂ نادر، آئینۂ سخن فہمی، روحِ انیس، فیضِ میر، انیسیات،

اسلافِ میر انیس۔

۵۴۔ معروف محقق، تدوین کار اور غالب شناس۔ پ: ۸؍دسمبر ۱۹۰۴ء م: ۲۱؍فروری ۱۹۸۱ء۔

۵۵۔ نام ور محقق، نقاد اور غالب شناس۔ پ: ۱۹۰۶ء م: ۱۹۹۳ء۔ اصل نام مالک رام بویجہ۔ آریہ گزٹ، بھارت ماتا اور نیرنگِ خیال کے مدیر رہے۔ اسکندریہ (مصر) میں ٹریڈ کمشنر کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ اور فارن سروس میں قاہرہ میں خدمات انجام دیں۔ ساہتیہ اکادمی میں اردو ایڈیٹر بھی رہے۔ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: ذکرِ غالب، تلامذۂ غالب، گفتارِ غالب، تذکرۂ معاصرین [چار جلدیں]، قدیم دہلی کالج، وہ صورتیں الٰہی، عورت اور اسلامی تعلیم، تذکرۂ ماہ و سال۔

۵۶۔ شاعر، محقق، نقاد اور غالب شناس۔ ۲۵؍اگست ۱۹۲۵ء میں کشمیری لال شنکر داس گپتا کے گھر پیدا ہوئے۔ ادیب فاضل (اُردو)، منشی فاضل (فارسی)، سینیر کیمبرج، اکاؤنٹس اور بار ایٹ لا کے امتحانات پاس کیے۔ بنک کاری ذریعۂ معاش تھا مگر ادب کے ساتھ ان کی وابستگی ہر حالت میں قائم رہی۔ بارہ شعری مجموعوں کے علاوہ غالبیات پر سولہ، چکبست پر پانچ اور جوش ملسیانی پر دو کتابیں لکھیں۔ ترتیب دادہ نو کتابیں ان کے علاوہ ہیں۔

۵۷۔ معروف محقق اور استاد۔ اصل نام شیام لال کالڑا، قلمی نام عابد پیشاوری۔ ۲۲؍دسمبر ۱۹۳۷ء میں پشاور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں دلی یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور ۱۹۷۶ء میں انشا اللہ خان، حیات، شخصیت اور ان کی نثری خدمات کے موضوع پر گراں قدر مقالہ لکھا اور جموں یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انشا کے حریف و حلیف، انشا اللّٰہ خاں حیات، شخصیت اور ان کی نثری خدمات اور نقطہ اور شوشے ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

۵۸۔ معروف محقق، نقاد اور استادِ ادبیاتِ اُردو۔ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۳۶ء (سند میں ۲۹؍دسمبر ۱۹۳۸ء درج ہے) کو سہسوان ضلع بدایوں (یو پی) میں حکیم سیّد عقیل احمد نقوی کے گھر جنم لیا۔ اُردو اور فارسی میں ایم اے کے بعد ''شعرائے اُردو کے تذکرے'' کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا وقیع کام کیا۔ ان کی معروف کتابوں میں باقیاتِ سرور، تحقیقِ متن، دیوانِ ناسخ قدیم ترین نسخہ مع مقدمہ اور رائے بینی نرائن دہلوی: حیات اور کارنامے شامل ہیں۔

۵۹۔ نام ور محقق اور مؤرخ۔ والد کا نام رحیم بخش تھا۔ ۱۹۰۵ء میں کوچۂ کمان گراں، لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ محکمۂ ریلوے میں ملازم ہوئے اور ۱۹۶۰ء میں سبک دوش ہوئے۔ کئی رسائل جیسے: فردوس، تصوف، حقیقتِ اسلام، قوسِ قزح، نقوش، ادبی دُنیا اور المعارف کے مدیر اور معاون رہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں؛ چند ایک کے نام یہ ہیں: تاریخ اقوامِ کشمیر (جلد سوم، ۱۹۴۶ء)، شاعر کشمیر (۱۹۴۶ء)، آئینۂ کشمیر (۱۹۶۶ء)، آئینۂ اقبال (۱۹۶۷ء)، مکاتیبِ اقبال بنام گرامی (۱۹۶۹ء)، معاصرین اقبال کی نظر میں (۱۹۷۷ء)، تذکارِ اقبال، روحِ مکاتیبِ اقبال (۱۹۷۷ء)، حیاتِ

اقبال کی گم شدہ کڑیاں (۱۹۸۲ء) اور اقبال بنام شاد (۱۹۸۶ء)۔ ۱۲/اگست ۱۹۹۴ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

۶۰۔ محقق، نقاد اور شاعر۔ محمد احسن کے گھر ۲/مئی ۱۹۲۶ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اولاً ریڈیو پاکستان میں ملازمت اختیار کی۔ بعد ازاں سندھ مسلم کالج، گورنمنٹ کالج ناظم آباد اور جامعہ کراچی میں اُردو کے استاد رہے۔ اہم تصانیف: محمد حسین آزاد (حیات اور تصانیف)، تذکرۂ گلشنِ ہمیشہ بہار (تصحیح و تحشیہ)، نیرنگِ خیال (تصحیح و تحشیہ)، قصصِ ہند (تصحیح و تحشیہ)۔ اوّل الذکر کتاب پر ۱۹۶۵ء میں داؤد ادبی انعام ملا۔

۶۱۔ سہ ماہی اُردو کا اجرا جنوری ۱۹۲۱ء میں مولوی عبدالحق نے اورنگ آباد سے کیا۔ یہ رسالہ ۱۹۳۶ء تک اورنگ آباد، ۱۹۴۷ء تک دہلی اور جولائی ۱۹۴۹ء کے بعد کراچی سے شائع ہوتا رہا۔ رسالے کی مجلسِ ادارت میں مولوی عبدالحق کے علاوہ شیخ محمد اکرام، ممتاز حسن، فضل احمد کریم فضلی، ہاشمی فرید آبادی، عندلیب شادانی، سید عبداللہ اور قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی شامل رہے۔ ۱۹۶۲ء کے بعد مشفق خواجہ، جمیل الدین عالی، شبیر علی کاظمی، اختر حسین، نورالحسن جعفری، ڈاکٹر اسلم فرخی اور ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری اس کے عملۂ ادارت میں شامل رہے۔ اُردو تحقیق کو باثروت بنانے میں رسالہ اُردو نے نمایاں اور فعال کردار ادا کیا۔

۶۲۔ مکتبۂ روایت کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والا جریدہ۔ محمد سہیل عمر اور جمال پانی پتی اس کے مدیر تھے۔ اس رسالے کے صرف چار شمارے شائع ہو سکے۔

۶۳۔ نام ور نقاد، شاعر اور ادیب۔ نومبر ۱۹۲۷ء میں کھیولی ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لکھنؤ سے حاصل کی۔ فیض عام کالج میرٹھ میں انٹر کے طالب علم تھے کہ ملک تقسیم ہو گیا۔ ہجرت کے بعد کراچی آئے۔ ریڈیو پاکستان میں مسوّدہ نویس مقرر ہوئے۔ یکم ستمبر ۱۹۸۳ء میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: بیاض (شعری مجموعہ)، اکائی (شعری مجموعہ)، چراغ نیم شب (مجموعۂ شعر)، ادبی اقدار (تنقید)، نئی نظم اور پورا آدمی (تنقید)، غالب کون؟ (تنقید)، اقبال ایک شاعر (تنقید)، ادھوری جدیدیت (تنقید)، محمد حسن عسکری: انسان یا آدمی (تنقید) اور نئی شاعری نامقبول شاعری۔

۶۴۔ ڈاکٹر گیان چند کا یہ مضمون پہلے توازن مالیگاؤں کے شمارہ: ۱، بابت ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں اورینٹل کالج میگزین دسمبر ۱۹۸۶ء اور تیسری بار ہماری زبان، دہلی کے ۸/جنوری ۱۹۸۸ء کے پرچے میں چھپا۔

۶۵۔ ڈاکٹر گیان چند کے تحقیقی مضامین کا مجموعہ۔

۶۶۔ ڈاکٹر گیان چند کا تنقیدی اور شخصی مضامین کا مجموعہ۔

۶۷۔ دیکھیے حاشیہ نمبر: ۴۴۔

۶۸۔ ڈاکٹر صاحب اپنی مصروفیاتِ علمی کے باعث مضمون نہ لکھ سکے۔

۶۹۔ دیکھیے حاشیہ نمبر: ۴۸۔

۷۰۔ یہ خط ۱۲/اپریل کے خط کا ضمیمہ ہے، چوں کہ نئے صفحے سے آغاز ہوا، اس لیے اسے ایک الگ خط کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ خط کے

آخر میں مکتوب نگار کا نام اور اختتامی کلمات موجود نہیں۔

۷۱۔ محقق، نقاد، ناول و افسانہ نگار۔ ۶؍جون ۱۹۳۳ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور جامعہ پنجاب سے ''دبستانِ لکھنؤ کے داستانی ادب کا ارتقا'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ گورنمنٹ ایف سی کالج، لاہور میں اُردو شعبے کے سربراہ رہے۔ لاہور میں انتقال ہوا۔ بدلتا ہے رنگ آسماں، غبارِ کوچۂ جاناں (ناول)، معارفِ سہیل (مقالات)، سرمد سلطانی (تالیف) دبستانِ لکھنؤ کے داستانی ادب کا ارتقا (تحقیق)، اُردو کا لسانی خاکہ (تحقیق)، شہرِ ناپرساں اور تل برابر آسماں ان کی کتابیں ہیں۔

۷۲۔ ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر سہیل بخاری کے پی ایچ ڈی کے مقالے ''اُردو داستان'' کے ایک ممتحن تھے۔ سہیل بخاری صاحب کو ان سے یہ گلہ رہا کہ انھوں نے میرے مقالے کو بہت دیر تک اپنے پاس رکھے اور اس کے کئی اجزا اپنے نام سے شائع کر دیے۔ آغا سہیل نے اسی سرقے اور جعل سازی کے حوالے سے مضمون لکھا جس کی نقل مشفق خواجہ مرحوم نے ڈاکٹر گیان چند کو بھجوائی۔

۷۳۔ معروف محقق اور نقاد۔ اصل نام سید محمود نقوی ہے۔ ۶؍دسمبر ۱۹۱۴ء کو سرائے شیخ ضلع مین پوری (یو پی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں ناگ پور یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور ۱۹۶۳ء میں جامعۂ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پی اے ایف اسٹیشن سکول، لاہور اور پی اے ایف کالج سرگودھا میں اُردو کے استاد رہے۔ سبک دوشی کے بعد مستقلاً کراچی چلے گئے۔ ترقی اردو بورڈ میں لغتِ کلاں کے شریک مدیر مقرر ہوئے۔ ان کی اہم کتابوں میں ناول نگاری، اُردو داستان، سب رس پر ایک نظر، غالب کے سات رنگ، باغ و بہار پر ایک نظر، اُردو کا روپ، اقبال مجددِ عصر، تصورِ الوہیت، اُردو کا اشتقاقی لغت اور ہندی شاعری میں مسلمانوں کا حصّہ شامل ہیں۔

۷۴۔ ۶؍ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہاشمی صاحب موٹر سائیکل پر لاہور کے جی پی او چوک سے گزر رہے تھے کہ انھیں ایک تیز رفتار کار نے ٹکر ماری۔ وہ اس حادثے کے باعث ڈیڑھ ماہ تک صاحبِ فراش رہے۔

۷۵۔ محقق اور ادیب۔ ۸؍اگست ۱۹۲۸ء کو گورداس پور میں پیدا ہوئے۔ ان کی معروف کتابوں میں قائدِ اعظم کے شب و روز، پنجاب کے قدیم شعرائے اُردو اور حدائق الحنفیہ (ترتیب و حواشی) شامل ہیں۔ ۲۰؍فروری ۱۹۹۷ء کو لاہور میں وفات پائی۔ خورشید احمد خاں یوسفی نامور محقق حافظ محمود شیرانی کے داماد تھے۔

۷۶۔ معروف ادبی رسالہ۔ سیماب اکبر آبادی نے مکتبہ قصر الادب آگرہ سے پندرہ روزہ کی حیثیت سے جاری کیا۔ پہلا شمارہ ۱۵؍فروری ۱۹۳۰ء میں چھپا۔ بہت جلد اس کے وقفۂ اشاعت کو مہینا کر دیا گیا۔ منظر صدیقی، اعجاز صدیقی اور احتشام صدیقی اس کے مدیر رہے۔ اب یہ رسالہ ممبئی سے افتخار امام صدیقی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ اس رسالے نے کئی یادگار نمبر شائع کیے جنھیں حوالے کی حیثیت حاصل ہے۔

۷۷۔ ڈاکٹر گیان چند کا مجموعۂ مضامین۔

۷۸۔ ڈاکٹر گیان چند کا مجموعۂ مضامین۔

۷۹۔ معروف غالب شناس، ادیب اور استادِ ادبیاتِ اُردو۔ ۵/نومبر ۱۹۴۲ء کو بھٹنڈہ، پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور سندھ یونی ورسٹی جام شورو سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اشاریۂ غالب، غالب اور انقلابِ ستاون، تحقیقِ غالب، غالب کا علمی سرمایہ، نقوشِ غالب، تحقیق نامۂ غالب، یادگارِ عبدالحق، مطالعۂ یلدرم، دیوانِ غالب نسخۂ خواجہ، بابائے اُردو: احوال و آثار اور بازیافتِ غالب ان کی معروف کتابیں ہیں۔ ۱۵/ اگست ۲۰۰۵ء میں لاہور میں انتقال ہوا۔

۸۰۔ نام ور افسانہ نویس، ناول نگار اور نقاد۔ ۳/ مارچ ۱۹۲۳ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام لچھمن داس چھابڑا ہے۔ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں۔ آئینے، انقلاب آنے تک، وہ مسکرائے گی، نئی دھرتی پرانے گیت، گلی گلی، آواز تو پہچانو، کل کی باتیں (افسانے) مٹھی بھر دھوپ، نیل دھارا، سورج جیسی رات (ناول)، زرد پتوں کی بہار (سفرنامۂ پاکستان)، خواب خواب سفر (سفر نامۂ یورپ)، اُردو افسانے کی تخلیقی فضا (تنقید اور دریچوں میں رکھے چراغ۔

۸۱۔ یہ خاکہ پروفیسر اشفاق احمد ورک نے ''بھلا مانس پروفیسر'' کے عنوان سے لکھا۔ جو بعد میں ان کے خاکوں کے مجموعے خاکہ نگری مطبوعہ: بازیافت اکادمی، کراچی، ۲۰۰۲ء میں شامل ہوا۔

۸۲۔ مزاح نگار، کالم نگار اور استاد۔ گورنمنٹ کامرس کالج شیخوپورہ میں طویل عرصہ تک تدریس کے فرائض انجام دیے اب ایف سی کالج یونی ورسٹی میں اُردو کے استاد ہیں۔ پنجاب یونی ورسٹی سے محمد خالد اختر: شخصیت اور فن کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ قلمی دشمنی، ذاتیات، خاکہ نگری، خود ستائیاں، منٹو اور مزاح، شفیق الرحمٰن: فن و شخصیت، خاکہ مستی، غزل آباد اور اردو نثر میں طنز و مزاح ان کی کتابیں ہیں۔

۸۳۔ معروف شاعر، ادیب اور صحافی۔ پ: ۹/ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔ سہ ماہی سیّارہ، لاہور کے موجودہ مدیر۔ اہم کتابیں: فصلِ زیاں (شعری مجموعہ)، ننھی منی خوب صورت نظمیں، ۵۰ اے ذیل دار پارک (سوم، ملفوظاتِ مولانا مودودی کا مجموعہ)۔

۸۴۔ محمد طفیل نقوش کے فرزندِ ارجمند۔ نقوش کے مدیر اور نقوش پریس کے منتظمِ اعلا۔ نقوش کے خاص نمبروں کو زیادہ آب و تاب کے ساتھ دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔

۸۵۔ اُردو کا معروف ادبی رسالہ۔ ۱۹۷۰ء میں کراچی سے حسین انجم نے جاری کیا۔ اس کے ابتدائی منتظم سیّد سبطِ حسن تھے۔ طلوعِ افکار کے مدیران میں جوش ملیح آبادی، ڈاکٹر شوکت سبزواری، محمد احسن فاروقی، سید محمد باقر شمس اور ڈاکٹر شگفتہ موسوی کے نام شامل ہیں۔ ابتدا میں یہ رسالہ ترقی پسند نظریات کا مبلغ تھا مگر رفتہ رفتہ اس میں مختلف طبقوں کے ادبا کی نگارشات شائع ہونے لگیں۔ اس کے کئی خاص نمبر اپنی مثال آپ ہیں جیسے: جنس اور ادب نمبر اور سر آغا خان نمبر۔

۸۶۔ ڈاکٹر گیان چند کے مقدموں اور تبصروں کا مجموعہ۔

۸۷۔ لاہور سے شائع ہونے والا ماہ وار ادبی رسالہ۔ اس کے عملۂ ادارت میں محمد سعید شیخ [م: ۱۸/ دسمبر ۲۰۰۴ء] امجد الطاف اور ریاض

احمد[۹؍جولائی ۲۰۰۷ء] شامل تھے۔ یہ پرچہ اب عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے۔

۸۸۔ شاعر، افسانہ نگار، محقق اور مترجم۔ یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں لکھنؤ یونی ورسٹی سے بی ایس سی کرنے کے بعد ریلوے آفس گورکھ پور میں ملازم ہو گئے۔ بعد ازاں گورکھ پور یونی ورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۷۱ء میں پروفیسر محمود الٰہی کی نگرانی میں ''نذیر احمد: شخصیت اور کارنامے'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ شبلی نیشنل پوسٹ گریجویٹ کالج، اعظم گڑھ میں اُردو کے استاد رہے۔ نذیر احمد : شخصیت اور کارنامے پر اترپردیش اُردو اکادمی، لکھنؤ نے نقد انعام دیا۔

۸۹۔ ڈاکٹر ہاشمی کی نگرانی میں ایم فل اُردو کے طالب علم عبدالمجید عابد 'توبتہ النصوح کے متون کا تقابلی مطالعہ' کے موضوع پر کام کر رہے تھے، اسی سلسلے میں توبتہ النصوح کی مختلف اشاعتوں کی تلاش تھی۔

۹۰۔ نقاد، ادیب اور استاد۔ یکم جولائی ۱۹۲۶ء کو الطاف حسین کے گھر مراد آباد (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے، ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ جواہر لعل نہرو یونی ورسٹی، دہلی کے صدرِ شعبۂ اردو رہے۔ تنقید، تاریخِ ادب، ڈراما، ترجمہ، متنی تنقید، ترتیب اور شاعری کے موضوعات پر ستر سے زاید کتابیں لکھیں۔

۹۱۔ نام ور نقاد، محقق اور استاد۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں قصبہ کراری ضلع الٰہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں الٰہ آباد یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۵ء میں ''اُردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں'' کے موضوع پر کام کیا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ جنوری ۱۹۵۳ء میں الٰہ آباد یونی ورسٹی میں اُردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں پروفیسر کے عہدے پر تقرر ہوا۔ دلی اور جواہر لال نہرو یونی ورسٹی، دہلی میں مہمان استاد کی حیثیت سے کام کیا۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں: نئی فکریں، اُردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہند میں، کیک اور شراب (مام کے ناول کا ترجمہ)، نئی علامت نگاری، تنقید اور عصری آگہی، سماجی تنقید اور تنقیدی عمل، انتخابِ افسانہ اور مختصر تاریخ ادبِ اردو۔

۹۲۔ ڈاکٹر گیان چند کے بڑے بھائی ڈاکٹر پرکاش مونس کی وفات [۱۹۹۶ء] پر ڈاکٹر ہاشمی نے تعزیتی خط لکھا۔ ڈاکٹر پرکاش مونس ۷؍ ستمبر ۱۹۱۱ء کو سیوہارہ ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ناگ پور یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو اور آگرہ یونی ورسٹی سے ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اُردو ادب پر ہندی کا اثر اور اُردو اور ہندی کی داستانی روایات کا تقابلی مطالعہ ان کی کتابیں ہیں۔

۹۳۔ محقق، نقاد اور ادیب۔ ۲۲؍ جنوری ۱۹۳۳ء کو محمد احمد کے گھر دہلی میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ انجمن ترقیِ اُردو ہند (دہلی) کے سیکرٹری اور ہماری زبان کے مدیر ہیں۔ چند اہم تصانیف کے نام یہ ہیں: مرزا محمد رفیع سودا، متنی تنقید، غالب اور شاہانِ تیموریہ، غالب کے خطوط [پانچ جلدیں]، غالب کی نادر تحریریں، معراج العاشقین [تدوین]۔

۹۴۔ معروف نقاد، ادیب اور انگریزی ادبیات کے استاد۔ پ: مارچ ۱۹۲۵ء۔ سابق صدرِ شعبۂ انگریزی مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ۔ چند

کتابیں:ادب اور تنقید، نقشِ غالب، غالب کا فن، اقبال کی تیرہ نظمیں، نقشِ اقبال۔

۹۵۔ ڈاکٹر گیان چند جین پاکستان کے علمی دورے پر ۱۹۹۷ء میں آئے تو لاہور میں ان کے اعزاز میں دو تقاریب منعقد ہوئیں۔۱۔ڈاکٹر وحید قریشی نے مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور کے تحت عامر ہوٹل، لاہور میں انھیں ایک استقبالیہ دیا۔۲۔شعبۂ اُردو اورینٹل کالج نے سینٹ ہال میں ایک تقریب منعقد کی۔

۹۶۔ ڈاکٹر ہاشمی ۱۹۷۶ء میں اسسٹنٹ پروفیسر بنے۔گورنمنٹ کالج سرگودھا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں وہ اسی عہدے پر کام کرتے رہے۔۱۹۸۲ء میں وہ پنجاب یونی ورسٹی میں بہ طور لیکچرر منتخب ہوئے۔۴/اپریل ۱۹۸۷ء کو اسسٹنٹ پروفیسر اور ۲۷/جون ۱۹۹۱ء کو ایسوسی ایٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔پروفیسری پر فائز ہونے کے لیے وہ تقریباً دس سال منتظر رہے کیوں کہ شعبے میں پروفیسر کی اسامی خالی نہ تھی۔یکم دسمبر ۲۰۰۰ء کو وہ پروفیسر منتخب ہوئے۔

۹۷۔ محقق اور استادِ ادبیاتِ اُردو۔[پ:۲۹/اکتوبر ۱۹۵۳ء] ۱۹۷۵ء میں اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور سے ایم اے اُردو اور ۱۹۹۰ء میں جامعہ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔پنجاب آرٹ کونسل لاہور اور پھر بہاول پور کے ریزیڈنٹ ڈائریکٹر رہے۔۱۹۹۳ء میں اورینٹل کالج سے بہ طور لیکچرر اردو وابستہ ہوئے۔آج کل پروفیسر اُردو کے ساتھ یونی ورسٹی کے اڈیشنل رجسٹرار کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

۹۸۔ نامور محقق، ادیب اور استاد۔یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ایم اے انگریزی، اُردو اور فارسی کے بعد علی گڑھ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی اور لکھنؤ یونی ورسٹی سے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، دہلی کالج اور لکھنؤ یونی ورسٹی میں فارسی اور اردو کے استاد رہے۔اہم کتابوں میں:دلی کا دبستانِ شاعری،تدوینِ کلیّاتِ ولی اور تدوینِ نو طرزِ مرصع شامل ہیں۔

۹۹۔ یہ مضمون ''محمود شیرانی مرحوم سے میرے استفادات'' ہے جو ہاشمی صاحب کی فرمائش پر لکھا گیا اور ارمغانِ شیرانی مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی و ڈاکٹر زاہد منیر عامر مطبوعہ ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا۔

۱۰۰۔ مجموعہ سے تحقیقی مقالات پر مشتمل ڈاکٹر ہاشمی کی کتاب تفہیم و تجزیہ مراد ہے جو ۱۹۹۹ء میں ڈین کلیۂ علومِ اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔اس مجموعے میں ہاشمی صاحب کے دس مضامین شامل ہیں۔

۱۰۱۔ ڈاکٹر گیان چند، حافظ محمود شیرانی پر کتاب نہ لکھ سکے البتہ ایک مضمون لکھا ''محمود شیرانی مرحوم سے میرے استفادات''۔یہ مضمون ارمغانِ شیرانی مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی و ڈاکٹر زاہد منیر عامر میں شامل ہے۔

۱۰۲۔ ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن [م:۱۵/اگست ۲۰۰۵ء] نے ۱۹۹۸ء میں نسخۂ خواجہ کے نام سے دیوانِ غالب کا ایک قلمی نسخہ نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع کیا۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے اس نسخے کو پنجاب یونی ورسٹی کا مسروقہ نسخہ قرار دیا۔انھوں نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ یہ وہی نسخہ ہے جس کا تعارف ڈاکٹر سیّد عبداللہ، قاضی عبدالودود، مولانا امتیاز علی خاں عرشی اور ایس ایم اکرام کرا چکے ہیں۔معین صاحب کو اصرار تھا کہ یہ الگ نسخہ ہے۔اس مناقشے نے خاصا طول پکڑا اور دونوں طرف سے کتابچے اور کتابیں لکھیں گئیں۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن کے نسخۂ خواجہ کے خلاف جو کتاب لکھی اس کا نام ہے:دیوانِ

غالب نسخۂ خواجہ: اصل حقائق۔

۱۰۳۔ رام پور کے روہیلہ سرداروں کے کتب خانوں پر مشتمل ایک مرکزی کتب خانے کی بنیاد ۱۷۷۴ء میں رکھی گئی۔ نواب محمد علی اور نواب غلام محمد کے بعد ۲۹ر نومبر ۱۷۹۴ء کو لائبریری کی با قاعدہ تاریخ شروع ہوتی ہے۔ بعد کے نوابوں نے اس کی کتابوں میں اضافے کیے۔ پہلے اس لائبریری کا نام رام پور اسٹیٹ لائبریری تھا۔ نواب رضا علی خاں نے ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے بعد لائبریری وقف کردی تو اس کا نام رضا لائبریری کردیا گیا۔ یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو لائبریری مرکزی حکومت کی تحویل میں دے دی گئی۔ آغا محمد یوسف، میاں رحیم شاہ مجددی، بخشی عبدالرحیم خاں، منشی بانکے لال بہاری، کوپر صاحب، دیوان راج بہادر، حافظ احمد علی شوق، حکیم اجمل خاں، نجم الغنی، امتیاز علی خاں عرشی۔ ہیم راج سود، اکبر علی خاں عرشی زادہ اور ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی اس عظیم الشان لائبریری کے ناظم رہے۔

۱۰۴۔ قاضی عبدالودود نے ''دیوانِ غالب نسخۂ لاہور'' کے روٹوگراف سے ص ۱۲۳ میں درج تقریظ کی پہلی سطر کے ''بفر فروغ گستری'' اور دوسری سطر کے آخر اور تیسری سطر کے شروع کے الفاظ ''خرام خامۂ دلربا'' کو ''بفروغ گستری'' اور ''خرام دلربا'' پڑھا۔

۱۰۵۔ نسخۂ خواجہ کے حوالے سے ڈاکٹر گیان چند کا مضمون ہماری زبان، دہلی اور سورج، لاہور میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر تحسین فراقی کے نقطۂ نظر کی تائید کی گئی ہے۔

۱۰۶۔ محقق، غالب شناس، شاعر اور ماہر لسانیات۔ اصل نام سیّد شجاعت علی ہے۔ ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء کو عبداللہ پور ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۵ء تک اُردو ڈکشنری بورڈ، کراچی میں مدیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۶۔ دسمبر ۲۰۰۰ء کو کراچی میں انتقال فرمایا۔ چند اہم تصانیف وتالیف: غالب کون ہے، غالب شناسی، غالب آگہی، سیرت النبیؐ، ہنگامۂ دل آشوب، اُردو ہندی لغت، مطالعۂ عبدالحق، لسانی مقالات (دوجلدیں)، اساسِ اُردو، مقالاتِ قدرت نقوی۔

۱۰۷۔ سید قدرت نقوی کے کتابچے کا نام مالِ مسروقہ نہیں بلکہ دیوانِ غالب، نسخۂ خواجہ یا نسخۂ مسروقہ ہے۔

۱۰۸۔ ڈاکٹر گیان چند نے قاضی عبدالودود پر جو کتاب لکھی، اس کا نام قاضی عبدالودود بحیثیت مرتبِ متن ہے۔ یہ کتاب ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی نے ۲۰۰۰ء میں شائع کی۔

۱۰۹۔ دیکھیے: حاشیہ نمبر: ۱۰۰

۱۱۰۔ ہماری زبان انجمن ترقیِ اُردو ہند (دہلی) کا ماہوار علمی وادبی رسالہ ہے جو آج کل ڈاکٹر خلیق انجم کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔

۱۱۱۔ کراچی کا معروف علمی اور ادبی رسالہ۔ اس کے بانی اور مدیر مبین مرزا ہیں۔

۱۱۲۔ دیکھیے: حاشیہ نمبر ۹۹۔

۱۱۳۔ نامور محقق، نقّاد اور عربی زبان وادب کے استاد۔ پ: ۱۴ر نومبر ۱۹۲۴ء۔ سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ۔ چند اہم تصانیف: تذکرۂ شعرائے فرخ آباد، فہرستِ مخطوطات و نوادر درکتب خانۂ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، فہرستِ مخطوطاتِ احسن کلیکشن، احوال ونقدِ غالب، کربل کتھا [تدوین]، تذکرۂ گلشنِ ہند [تدوین]۔

فہرست اسنادِ محوّلہ

الہ آبادی، دانش[مدیر]؛ بابت: فروری، مارچ ۲۰۰۶ء؛ سبقِ اُردو؛ بھدوئی۔

انجم، زاہد حسین؛ ۱۹۸۸ء، ہمارے اہلِ قلم، لاہور، ملک بک ڈپو۔

بلوچ، پروفیسر جعفر/شاہد، رفاقت علی[مرتبین]؛ جون ۲۰۰۱ء؛ محاکمہ دیوانِ غالب نسخۂ لاہور (مسروقہ)؛ لاہور، علم و عرفان پبلشرز۔

جاوید، ڈاکٹر انعام الحق و خاور جمیل؛ ۱۹۹۱ء؛ ڈاکٹر گیان چند جین (کتابیات)؛ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان۔

دلوی، پروفیسر عبدالستار؛ ۲۰۰۷ء؛ دو زبانیں، دو ادب (اُردو اور ہندی کے تناظر میں)؛ ممبئی، دائرۃ الادب۔

روہیلہ، سعود الحسن خان؛ ۲۰۰۳ء؛ رام پور۔۔ تاریخ و ادب؛ لاہور، ابلاغ پبلشرز۔

ساحر، عبدالعزیز، اکتوبر ۱۹۹۳ء؛ جمیل الدین عالی کی نثر نگاری؛ لاہور، پاکستان رائٹرز کواپریٹو سوسائٹی۔

سدید، ڈاکٹر انور؛ جنوری ۱۹۹۲ء؛ پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ؛ اسلام آباد، اکادمی ادبیاتِ پاکستان۔

سلیچ، ڈاکٹر محمد منیر احمد؛ ۲۰۰۸ء؛ وفیاتِ اہلِ قلم؛ اسلام آباد، اکادمی ادبیاتِ پاکستان۔

شاہد، رفاقت علی؛ ۱۷/ستمبر ۲۰۰۸ء؛ ڈاکٹر تحسین فراقی (کتابیات)؛ لاہور، القمر انٹر پرائزز۔

صدیقی، افتخار امام (مدیر) مئی تا دسمبر ۱۹۹۷ء؛ ماہ نامہ شاعر[ہم عصر اُردو ادب نمبر] بمبئی، مکتبہ قصر الادب۔

عمر، محمد سہیل/جمال پانی پتی (مدیران)؛ ۱۹۸۶ء؛ روایت ۳؛ لاہور، مکتبۂ روایت۔

فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر[مدیرِ اعلا]؛ جولائی ۱۹۸۶ء؛ نگارِ پاکستان؛ گلشنِ اقبال، کراچی۔

محمود الٰہی (چیئرمین)؛ ۱۹۸۳ء؛ دستاویز (مصنفین کے اپنے قلم سے)؛ لکھنؤ، اتر پردیش اُردو اکادمی۔

نارنگ، گوپی چند/عبداللطیف اعظمی؛ ۱۹۹۶ء؛ ہندوستان کے اُردو شعرا اور مصنفین؛ دہلی، اردو اکادمی۔

ناشاد، ڈاکٹر ارشد محمود (مرتب)؛ جون ۲۰۰۹ء؛ مکاتیبِ رشید حسن خاں بنام رفیع الدین ہاشمی؛ لاہور، ادبیات۔

نامعلوم؛ جامع اُردو انسائی کلو پیڈیا[ج اوّل]؛ ۲۰۰۳ء؛ نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان۔

Abstract

Dr. Giyan Chand Jain (1923-1997) was a renowned scholar, critic, linguist, writer and historian of Urdu language and literature. His

works have been widely appreciated because of their originality and quality. He has been closely in touch with the prominent personalities working for Urdu language and literature all over the world. His correspondence with these literary figures and scholars, not only depicts the personal aspects of his life but also discloses his opinion and viewpoint about various academic and scholarly issues. This correspondence has not been compiled and published at a larger scale yet. However, his thirty letters addressed to Prof. Dr. Rafiuddin Hashimi, written during 1986-2001, along with the notes and annotations, have been edited in this article. These letters provide a direct reflection of the ideas, thoughts and priorities of Dr. Jain.